والدین کیلئے بیٹیوں کی تربیت سے متعلق بنیادی باتوں پر مشتمل ایک نصیحت آموز تحریری بیان

بیٹی کی پرورش

پیش کش: مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

بیٹی کی پرورش[1]

درود شریف کی فضیلت

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ تقرُّب نِشان ہے: جس نے مجھ پر 100 مرتبہ درود پاک پڑھا **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنَّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بَروزِ قیامت شُہدا کے ساتھ رکھے گا۔[2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1. مُبَلِّغِ دعوتِ اِسلامی و نگرانِ مرکزی مجلسِ شُوریٰ حضرت مولانا ابو حامد حاجی محمد عمران عطاری مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی نے یہ بیان ۱۴ شوال المکرم ۱۴۳۱ھ بمطابق 23 ستمبر 2010ء کو تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عالَمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ بابُ المدینہ (کراچی) میں ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں فرمایا۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ بمطابق 23 جنوری 2013ء کو ضروری ترمیم واضافے کے بعد تحریری صُورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شُعبۂ رسائلِ دعوتِ اسلامی مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَۃ)
2. مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، باب فی الصلاۃ علی النبی، ۱۰ / ۲۵۳، حدیث: ۱۷۲۹۸

انوکھی شہزادی

حضرت سیّدنا شیخ شاہ کِرمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النّوْرَانِی کی شہزادی جب شادی کے لائق ہوئی تو بادشاہ کے یہاں سے رشتہ آیا مگر آپ نے تین دن کی مہلت مانگی اور مسجد مسجد گھوم کر کسی پارسا نوجوان کو تلاش کرنے لگے۔ ایک نوجوان پر آپ کی نگاہ پڑی جس نے اچّھی طرح نماز ادا کی (اور گڑگڑا کر دعا مانگی)۔ شیخ نے اس سے پوچھا: کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے؟ اس نے نَفی میں جواب دیا۔ پھر پوچھا: کیا نکاح کرنا چاہتے ہو؟ لڑکی قرآنِ مجید پڑھتی ہے، نماز روزہ کی پابند ہے اور سیرت و صورت والی بھی ہے۔ اس نے کہا: بھلا میرے ساتھ کون رشتہ کرے گا! شیخ نے فرمایا: میں کرتا ہوں، لو یہ کچھ درہم! ایک درہم کی روٹی، ایک کا سالن اور ایک کی خوشبو خرید لاؤ۔ اس طرح شاہ کِرمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النّوْرَانِی نے اپنی دخترِ نیک اختر کا نکاح اس سے پڑھا دیا۔ دلہن جب دولہا کے گھر آئی تو اس نے دیکھا کہ پانی کی صراحی پر ایک روٹی رکھی ہوئی ہے۔ اس نے پوچھا: یہ روٹی کیسی ہے؟ دولہا نے کہا: یہ کل کی باسی روٹی ہے میں نے افطار کے لئے رکھ لی تھی۔ یہ سن کر وہ واپس ہونے لگی۔ یہ دیکھ کر دولہا بولا: مجھے معلوم تھا کہ شیخ شاہ کِرمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النّوْرَانِی کی شہزادی مجھ غریب

انسان کے گھر نہیں رُک سکتی۔ دلہن بولی: میں آپ کی مُفلِسی کے باعث نہیں بلکہ اس لئے لوٹ کر جارہی ہوں کہ ربُّ العالمین پر آپ کا یقین بہت کمزور نظر آرہا ہے جبھی تو کل کیلئے روٹی بچا کر رکھتے ہیں۔ مجھے تو اپنے باپ پر حیرت ہے کہ انہوں نے آپ کو پاکیزہ خَصلت اور صالح کیسے کہہ دیا! دولہا یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا اور اس نے کہا: اس کمزوری سے معذرت خواہ ہوں۔ دلہن نے کہا: اپنا عذر آپ جانیں، البتہ! میں ایسے گھر میں نہیں رُک سکتی جہاں ایک وَقت کی خوراک جمع رکھی ہو، اب یا تو میں رہوں گی یا روٹی۔ دولہا نے فوراً جا کر روٹی خیرات کر دی (اور ایسی درویش خصلت انوکھی شہزادی کا شوہر بننے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا)۔ (1)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

یقین کامل کی بہاریں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! مُتَوَکِّلین کی بھی کیا خُوب اَدائیں ہیں۔ شہزادی ہونے کے باوُجود ایسازبردست توکل کہ کل کیلئے کھانا بچانا گوارا ہی نہیں! یہ سب یقینِ کامل کی بہاریں ہیں کہ جس خُدا نے آج کِھلایا ہے وہ آئندہ کل بھی کِھلانے پر یقیناً قادِر ہے۔

مدینہ

(1) روض الریاحین، الحکایۃ الثانیۃ والتسعون بعد المائۃ، ص ۱۹۲

شیخ شاہ کرمانی کا تعارف

امیر المومنین حضرت سَیِّدُنا عُثْمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خِلافت میں اسلامی فتوحات کا سِلْسِلہ جب وادیِ مَکران کے مَغْرِب میں واقع وَسِیْع و عَرِیْض ملکِ ''کِرْمَان'' تک پہُنچا تو اس وقت کے شاہِ کِرْمَان نے اسلامی سلطنت کا باجگُزار بننے میں عافیت جانتے ہوئے صُلح کی طرف قدم بڑھایا اور یوں اسلام کے نُور سے مُلکِ کِرمان کے گھر گھر میں اُجالا ہونے لگا اور تیسری صدی ہجری میں کرمان کے شاہی خاندان میں ایک ایسی ہستی پیدا ہوئی جس نے اس خاندان کا نام رہتی دُنیا تک روشن کر دیا، یہ ہستی تھی حضرت سَیِّدُنا شاہ بن شُجاع کِرمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النّوْرَانِی کی۔ شاہی خاندان سے تعلّق رکھنے کے باوُجود آپ کا حُکومَت سے کوئی واسطہ نہ تھا، مگر لوگوں کے دلوں پر رَاج آپ ہی کا تھا کیونکہ ایک روایت کے مطابق آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کا شُمار ابدالوں میں ہوتا ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کے مرتبہ کی بلندی کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپ کا وِصال ہوا تو حضرت سَیِّدُنا ابو عبداللّٰہ محمد بن احمد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الاَحَد فرماتے ہیں: میں حضرت سَیِّدُنا سَہل بن عبد اللّٰہ تُسْتَرِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کی خدمت میں حاضر تھا کہ اچانک ہانپتی کانپتی ایک کبوتری ہمارے سامنے

آ گری، میں اُسے اُڑانے لگا تو حضرت سَیِّدُنا سَہْل بن **عبداللّٰہ** تُسْتَری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے ایسا کرنے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: **اَطْعِمْهَا وَاسْقِهَا** یعنی اسے کچھ کھلاؤ پلاؤ۔ حضرت سَیِّدُنا ابو **عبداللّٰہ** رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اس کے آگے ڈالے تو وہ کھانے لگی، پھر میں نے پانی رکھا تو اس نے پانی بھی پی لیا، اس کے بعد وہ اڑ گئی۔ میں یہ سب دیکھ کر حیران ہو رہا تھا، بالآخر میں نے پوچھ ہی لیا کہ اس کبوتری کا ماجرا کیا ہے؟ تو آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: شاہ کِرمانی اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے ہیں اور یہ کبوتری مجھ سے تعزیت کرنے آئی تھی۔[1]

عظیم باپ کی عظیم بیٹی

پیارے اسلامی بھائیو! غور فرمایئے! حضرت سَیِّدُنا شیخ شاہ کرمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے اس قدر عظیم مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود اپنی شہزادی کی پرورش سے غفلت اختیار نہ فرمائی بلکہ اسے دُنیا کی چکاچوند سے دُور رکھنے کے ساتھ ساتھ رِضائے خُداوَندی پر ہر حال میں صابِر و شاکِر رہنے کی مدنی سوچ بھی عطا فرمائی۔ لہٰذا یاد رکھیے! اولاد کی پرورش میں جہاں ماں کا بڑا کردار ہے وہاں باپ بھی

مدینہ

1. حلیۃ الاولیاء، ذکر الجماعۃ العارفین العراقیین، شاہ بن شجاع الکرمانی، ۱۰/ ۲۵۴

ایک اہم سُتون کی حیثیت رکھتا ہے، بالخُصوص بیٹی کے مُعاملے میں باپ کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔

قبل از اسلام عورت کی حیثیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلام سے قبل اگر دنیا کے مختلف معاشروں میں عورت کی حیثیت دیکھی جائے تو معلوم ہو گا کہ عورتیں مردوں کی محکوم تھیں، مرد خواہ باپ ہوتا یا شوہر، بیٹا ہوتا یا بھائی، ان سے جیسا چاہے سُلوک کرتا، عورتوں کی حیثیت بس ایک خِدمَتگار کی سی تھی، کہیں ان کے ساتھ جانوروں سے بدتر سُلوک ہوتا تو کہیں وَراثَت میں دیگر مال و اسباب کی طرح ان کا بھی بٹوارہ ہوتا۔ کہیں انہیں شوہر کی موت کے ساتھ اس کی چِتا (لکڑیوں کا وہ ڈھیر جس پر ہندو اپنے مُردہ کو جلاتے ہیں) میں زِنْدہ جَل کر سَتی ہونا پڑتا (یعنی بیوہ کو مردہ شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ جلا دیا جاتا) تو کہیں پیدا ہوتے ہی انہیں زمین میں زِنْدہ دَفْن کر دیا جاتا کیونکہ بیٹی کی پیدائش کو باعثِ عار (شرمندگی) سمجھا جاتا تھا، بسا اوقات کسی شخص کو معلوم ہوتا کہ اس کے یہاں بیٹی کی وِلادَت ہوئی ہے تو وہ کئی دِنوں تک لوگوں کے سامنے نہ آتا اور غور کرتا رہتا کہ وہ اس معاملے میں کیا کرے؟ آیا ذِلَّت برداشت کرکے بیٹی کی پَرْوَرِش کرے یا عار سے بچنے کے لیے اپنی بیٹی کو زِنْدَہ

زمین میں دفن کردے۔ جیسا کہ پارہ ۱۴ سورۃُ النَّحْل کی آیت نمبر ۵۸ اور ۵۹ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴿۵۸﴾ یَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖؕ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِؕ اَلَا سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ (پ۱۴، النحل: ۵۸، ۵۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب کیا اسے ذلّت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دیگا۔ ارے بہت ہی برا حکم لگاتے ہیں۔

زندہ دفن کرنے کی قبیح رسم کا آغاز

عہدِ جاہلیت میں کئی قبیح اور سنگدلانہ رسمیں رائج تھیں جنہیں لوگ بڑے فخر سے انجام دیا کرتے تھے، مثلاً ایک رَسْم یہ بھی تھی کہ بعض لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ زمین میں دفن کر دیا کرتے اور اس پر غمزدہ یا پشیمان ہونے کے بجائے فخر کرتے۔ اس ظالمانہ حرکت کے آغاز کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک بار رَبیعہ قبیلہ پر ان کے دُشمنوں نے شب خُون مارا اور وہ رَبیعہ کے سردار کی بیٹی کو اُٹھا کر

لے گئے۔ جب دونوں قبیلوں کے درمیان صُلح ہوئی تو اس لڑکی کو بھی واپس کر دیا گیا اور اسے اختیار دیا گیا کہ چاہے تو اپنے باپ کے پاس رہے یا قید کے دوران جس شخص کے ساتھ رہی تھی اس کے پاس واپس چلی جائے۔ اس نے اس شخص کے پاس جانا پسند کیا تو اس کے باپ کو بڑا غصّہ آیا اور اس نے اپنے قبیلے میں یہ رَسْم جاری کر دی کہ جب کسی کے ہاں بچی پیدا ہو تو اس کو زندہ زمین میں دبا دیا جائے تاکہ آئندہ ان کے قبیلہ کی ایسی رُسوائی نہ ہو۔ پھر دوسرے قبائل میں بھی یہ رواج آہستہ آہستہ مقبولیت اختیار کرتا گیا۔[1]

بیٹیوں کو دفن کرنے کی چند وجوہات

بیٹیوں کو دفن کرنے کی اس کے علاوہ بھی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں:

- عام اہلِ عرب کی معاشی حالت بڑی خستہ ہوتی تھی، بچیوں کو پالنا، جوان کرنا، پھر ان کی شادی کرنا وہ اپنے لیے ناقابلِ برداشت بوجھ تَصَوُّر کرتے تھے، اس لیے ان کو بچپن میں ہی ٹھکانے لگا دیا کرتے تھے۔
- قبائل میں باہمی کُشت و خون (قتل و غارت) روز مَرہ کا معمول تھا۔ لڑکے جوان ہو کر ایسی لڑائیوں میں ان کا ہاتھ بٹاتے۔ لڑکیاں لڑائیوں میں بھی شرکت نہ

مــــــــدینہ

1 روح المعانی، الجزء الثلاثون، التکویر، تحت الآیۃ ۸، ص ۳۶۰

کر سکتیں اور پھر ان کو دشمن کی دَسْتبُرد سے بچانے کے لیے بھی انہیں بسا اوقات مختلف مسائل سے دوچار ہونا پڑتا، اس لیے وہ ان کو زندہ رکھنا اپنے لیے وبالِ جان سمجھتے۔

❁ ان کی جاہِلانہ نَخْوت (گھمنڈ) بھی اس کا ایک سَبَب تھی، وہ کسی کو اپنا داماد بنانا اپنی توہین سمجھتے تھے اس سے بچنے کا یہی آسان طریقہ تھا کہ نہ بچی زندہ ہو نہ اسے بیاہا جائے اور نہ کوئی ان کا داماد بنے۔

وجوہات اگرچہ مختلف اور متعدد تھیں لیکن یہ ظالمانہ رَسْم عرب کے جاہلی معاشرے میں اپنے پنجے گاڑ چکی تھی، عام طور پر اسے کوئی مَعْیوب چیز یا ظلم بھی نہ سمجھا جاتا۔ باپ اپنی اولاد کا مالکِ کل ہوتا، چاہے اسے زندہ رکھے یا قتل کر دے، کسی کو اس پر اِعْتِراض کا کوئی حَق حاصِل نہیں تھا۔ بلکہ ایک ہی شخص اپنی کئی کئی بیٹیوں کو زندہ در گور کر دیتا اور اسے ذَرّہ بھر افسوس نہ ہوتا۔ جیسا کہ امیر المومنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا قَیس بن عاصِم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو (زمانۂ جاہلیت میں بیٹیوں کے زندہ در گور کرنے کے فعل پر شرمسار ہوتے ہوئے) عرض کی: میں نے زمانۂ جاہلیت میں آٹھ بیٹیوں کو زندہ دَفْن کیا (کیا میرا یہ گناہ

معاف ہو جائے گا؟)۔ تو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: (معاف تو اسلام لانے کے ساتھ ہی ہو چکا ہے، البتہ!) ہر زندہ در گور کی گئی بیٹی کے بدلے تم ایک غلام آزاد کرو۔ عرض کی: میرے پاس اونٹ بہت ہیں۔ ارشاد فرمایا: تو پھر ہر بیٹی کے بدلے ایک جانور صدقہ کرو۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سَیِّدُنا قَیس بن عاصِم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اقرار سے بَخُوبی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب انہوں نے اپنی آٹھ بیٹیوں کو زندہ دفن کیا تھا تو نہ معلوم دوسروں نے کتنی بیٹیوں کو دَفْن کیا ہوگا! لیکن اس کے باوجود اس سنگ دل مُعاشَرے میں خال خال ایسے لوگ بھی موجود تھے جو معصوم بچیوں کی بے کسی پر خون کے آنسو بہاتے اور جہاں تک ممکن ہوتا بچیوں کو زندہ دفن ہونے سے بچانے کی کوشش کرتے۔ مثلاً امیر المومنین حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے چچازاد بھائی اور حضرت سَیِّدُنا سعید بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ کے والد زید بن عَمْرو بن نُفَیل کو جب پتہ چلتا کہ فُلاں کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور وہ اس کو زندہ دفن کرنا چاہتا ہے تو دوڑ کر اس کے پاس جاتے اور اس بچی کی پرورش اور اس کی شادی وغیرہ کے اخراجات کی ذمہ داری اٹھاتے اور اس طرح اس ننّھی

---

1 المعجم الکبیر، ۳۳۷/۱۸، حدیث: ۸۶۳

کلی کو کھلنے سے پہلے ہی مسل ڈالنے سے بچالیتے۔ مشہور شاعر فَرَزْدَق کے دادا حضرت سَیِّدُنا صَعْصَعَہ بن ناجیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بھی یہی معمول تھا، حضرت سَیِّدُنا علّامہ آلوسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے طبرانی کے حوالے سے لکھاہے کہ حضرت سَیِّدُنا صَعْصَعَہ بن ناجیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: **یارسولَ اللہ** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ! میں نے زَمانۂ جاہلیت میں (کچھ نیک کام کیے ہیں، کیامجھے ان کا بھی اجر ملے گا؟ مثلاً میں نے)360 بچیوں کو زندہ در گور ہونے سے بچایا اور ہر ایک کے عوض دو دو دس دس ماہی گابھن اونٹنیاں اور ایک ایک اونٹ بطورِ فدیہ ان کے باپوں کو دیا، کیا مجھے اس عمل کا کوئی اجر ملے گا؟ تو سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس عمل کا اجر تو تجھے مل گیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے اسلام لانے کی توفیق مرحمت فرمائی اور تجھے نعمتِ ایمان سے سرفراز کردیا۔[1]

بیٹیوں کو مِلا اسلام کا سائبان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلام کی صُبحِ نُور کیاطُلوع ہوئی ہر طرف کفر اور ظُلم و سِتَم کا اندھیرا بھی ختم ہو گیا اور یوں بیٹیوں کو اِسلام کی بَرَکت سے ایک نئی

مدینہ

1 روح المعانی، الجزء الثلاثون، سورۃ التکویر، تحت الآیۃ ۹، ص ۳۶۱
المعجم الکبیر، ۸/ ۷۷، حدیث: ۷۴۱۲

زِنْدَگی ملی۔ جو لوگ پہلے بیٹیوں کو زندہ در گور کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے، اب بیٹیوں کو اپنی آنکھوں کا تارہ سمجھنے لگے کیونکہ بے کسوں کے غمخوار، حبیبِ پروردگار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے سامنے نہ صرف اپنی شہزادیوں سے محبت کا عملی نمونہ پیش کیا بلکہ ان کا یہ مَدَنی ذہن بھی بنایا کہ بیٹیوں کو عار نہ سمجھا جائے کیونکہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور مغفرت کا ذریعہ ہیں۔ نیز اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اولاد بالخُصوص بیٹیوں کی پرورش کے متعلق فضائل بیان فرما کر ان کی اہمیت کو بھی خُوب اُجاگر فرمایا۔ چنانچہ بیٹیوں کے فضائل پر مشتمل چند احادیثِ مبارکہ مُلاحظہ فرمایئے۔

بیٹیوں کے فضائل پر مشتمل فرامینِ مصطفٰے

قیامت تک مدد کی بشارت

حُضورِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ رَحمت نِشان ہے: جب کسی کے ہاں بیٹی کی وِلادت ہوتی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے گھر فِرِشتوں کو بھیجتا ہے، جو آکر کہتے ہیں: اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔ پھر فِرِشتے اپنے پروں

سے اس لڑکی کا اِحاطہ کرلیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہتے ہیں: ایک کمزور لڑکی کمزور عورت سے پیدا ہوئی، جو اس کی کفالت کرے گا قیامت تک اس کی مدد کی جائے گی۔[1]

ایک بیٹی کی پرورش پر انعام

سرکارِ مدینہ، راحت قلب و سینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی ایک بیٹی ہو وہ اس کو اَدَب سکھائے اور اچھا اَدَب سکھائے اور اس کو تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان نعمتوں میں سے اس کو بھی دے تو اس کی وہ بیٹی اس کے لئے دوزخ کی آگ سے سِتْر اور حِجاب (پردہ) ہو گی۔[2]

تین بیٹیوں کی پرورش پر انعام

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عافیت نِشان ہے: جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر صَبر کرے، انہیں کِھلائے پلائے اور ان کو اپنی کمائی سے کپڑے پہنائے تو وہ لڑکیاں اس کے لیے دوزخ کی

مدینہ

1. المعجم الصغیر، الجزء ۱، ۱/ ۳۰
2. حلیۃ الاولیاء، ۵/ ۶۷، حدیث: ۶۳۴۸

آگ سے حجاب بن جائیں گی۔[1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنّت واجب کر دی

اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میرے پاس ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ آئی، میں نے اس کو تین کَھجوریں دیں، اس نے ایک ایک کَھجور دونوں بچیوں کو دی اور ایک کَھجور کھانے کے لیے اپنے منہ کی طرف لے جا رہی تھی کہ اس کی بیٹیوں نے اس سے وہ کَھجور بھی مانگ لی، اس نے وہ کھجور بھی توڑ کر دونوں بیٹیوں کو کِھلا دی، مجھے اس پر تعجب ہوا پھر میں نے رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس (کے اس فعل) کے سبب اس عورت کے لیے جنَّت واجِب کر دی۔[2]

بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش پر انعام

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جو شخص تین بیٹیوں یا بہنوں کی اس طرح پَرْوَرِش کرے کہ ان کو اَدَب سکھائے اور ان پر مہربانی کا برتاؤ کرے

---

1. ابن ماجه، کتاب الادب، باب بر الوالد والاحسان الی البنات، ۴/۱۸۹، حدیث: ۳۶۶۹
2. مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الاحسان الی البنات، ص۱۴۱۵، حدیث: ۲۶۳۰

یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں بے نیاز کر دے (یعنی وہ بالغ ہو جائیں یا ان کا نِکاح ہو جائے یا وہ صاحِب مال ہو جائیں) تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے جنّت واجِب فرما دیتا ہے۔ یہ ارشادِ نبوی سن کر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: اگر کوئی شخص دو لڑکیوں کی پرورِش کرے تو...؟ ارشاد فرمایا: اس کیلئے بھی یہی اَجر وثواب ہے یہاں تک کہ اگر لوگ ایک کا ذِکر کرتے تو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس کے بارے میں بھی یہی ارشاد فرماتے۔[1]

مقامِ شکر

اسلامی بہنوں کے لیے مقامِ شکر ہے کہ ایک وقت وہ تھا جب دنیا میں ان کا پیدا ہونا عار اور ذِلّت ورُسوائی سمجھا جاتا تھا مگر اسلامی تعلیمات، قرآنی آیات اور نبوی ارشادات نے ان کی اہمیت اجاگر کر کے اس بات کا شُعور دلایا کہ بیٹیاں رحمتِ خداوندی کے نُزول کا باعث ہیں، لہٰذا ان کی قدر کرنی چاہیے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آج کے اس پُر آشوب دور میں اسلامی تعلیمات سے آراستہ ماں باپ کی تربیت و توجّہ جہاں بیٹوں کو مُعاشرے کا ایک باعزّت فرد بنانے پر مرکوز ہے وہیں وہ بیٹی کی بہترین پَرورِش سے بھی غافل نہیں۔ بلکہ بیٹی کی عظمت واہمیت کے پیشِ نظر اس کی

مدینہ

1 شرح السنۃ للبغوی، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب کافل الیتیم، ۶/۴۵۲، حدیث: ۳۳۵۱

عزّت وعفّت کی حِفاظت کے لیے اسلام نے جو اس کی تربیت کے سنہری مدنی پھول عطا فرمائے ہیں وہ انہیں متاعِ جاں سمجھتے ہیں۔

بیٹی کی پرورش کے مدنی پھول

پیارے اسلامی بھائیو! آج کے ناگُفتہ بہ حالات میں اسلامی تعلیمات سے دوری اور غیر مسلموں کی اندھی تقلید نے مسلمانوں کو کہیں کا نہیں چھوڑا، بد قسمتی سے فی زمانہ مسلمانوں کے رہن سہن کے طور طریقے اور رسومات اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف نظر آتے ہیں، ایسے نامُساعِد حالات میں اولاد خُصوصاً بیٹی کی دُرُست اسلامی تربیت انتہائی مشکل نظر آتی ہے۔ لہٰذا اگر ہم اپنی بیٹی کی صحیح تربیت کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اسلامی معلومات حاصل کرنا ضَروری ہے تاکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہم صحیح معنوں میں اپنے اس فرضِ مَنْصبی کی بجا آوری کر سکیں۔ کیونکہ آج کی بیٹی کل کسی کی بیوی اور بہو ہو گی، پھر ماں اور بعد میں ساس بنے گی، لہٰذا آج اس بیٹی کی تربیت پر بھرپور توجہ دینا ضروری ہے تاکہ کل جب یہ خود کسی کی ماں بنے تو اپنی اولاد کی بہترین تربیت سے غفلت کی مُرتَکِب نہ ہو۔

آیئے! چند ایسے مَدَنی پھولوں پر نظر ڈالتے ہیں جو ایک بیٹی کی پَرورِش میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں:

(1) بیٹی کی پیدائش پر رَدِّ عمل

بیٹا پیدا ہو یا بیٹی، ہر حال میں شکر بجالانا چاہیے کیونکہ اگر بیٹا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت ہے تو بیٹی رحمت۔ دونوں ہی پیار اور شفقت کے مُستَحِق ہیں۔ دورِ جدید میں یہ مُشاہدہ عام ہے کہ لڑکے کی ولادت پر جس مَسَرَّت کا اِظہار ہوتا ہے لڑکی کی ولادت پر اس کا عُشرِ عَشیر بھی نہیں ہوتا۔ چونکہ دنیاوی طور پر لڑکیوں سے والدین اور خاندان کو بظاہر کوئی منفعت حاصِل نہیں ہوتی شاید اسی لئے بعض نادان بیٹیوں کی ولادت ہونے پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور بسا اوقات بچی کی اَمّی کو طرح طرح کے طعنے دیئے جاتے ہیں، طلاق کی دھمکیاں دی جاتی ہیں بلکہ اوپر تلے بیٹیاں ہونے کی صورت میں اس دھمکی کو عملی تعبیر بھی دے دی جاتی ہے۔ ایسوں کو چاہیے کہ وہ گزشتہ صفحات میں بیان کی گئی روایات کے علاوہ درج ذیل روایت پر بھی غور کریں کہ جس میں بیٹی کی پیدائش پر جنّت کی بشارت سے نوازا گیا ہے۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا ابن عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنھما سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ نہ تو اسے زندہ دَفن کرے نہ حقیر سمجھے اور نہ ہی اس پر بیٹے کو

فضیلت دے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جنّت میں داخِل فرمائے گا۔[1]

(2) کان میں اَذان

بیٹی کی پیدائش پر غمزدہ ہونے کے بجائے خوشی کا اظہار کرنے کے بعد سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ اسکے کانوں میں اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی فرمانبرداری کا پیغام اذان واقامت کی صورت میں پہنچایا جائے تاکہ اسکی رُوح نُورِ توحید سے مُنَوَّر اور دل عشقِ مصطفٰے کی شمع سے فَروزاں (روشن) ہو جائے۔ ایسا کرنا مُستَحَب اور سنّت سے ثابت ہے۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 22 صَفحات پر مشتمل رسالے ''**عقیقے کے بارے میں سوال جواب**'' صفحہ 7 پر ہے: ''جب بچّہ پیدا ہو تو مُستَحَب یہ ہے کہ اس کے کان میں اَذان واِقامت کہی جائے اَذان کہنے سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بلائیں دُور ہو جائیں گی۔ امامِ عالی مقام حضرتِ سیِّدُنا امامِ حُسین ابنِ علی رضی اللہ تعالٰی عنھما سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس شخص کے ہاں بچّہ پیدا ہو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اِقامَت کہی جائے تو بچّہ اُمُّ

---

[1] مستدرک، کتاب البر والصلۃ، ۵/ ۲۴۸، حدیث: ۷۴۲۸

الصِّبْیان سے محفوظ رہے گا۔[1] اُمُّ الصِّبْیان کے مُتَعلِّق عاشقوں کے امام، امامِ اہلسنّت، مُجَدِّدِ دین و ملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، عاشِقِ ماہِ نُبُوَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:(صَرع) بہت خبیث بَلَا ہے اور اسی کو اُمُّ الصِّبْیَان کہتے ہیں اگر بچّوں کو ہو، ورنہ صَرع (مرگی)۔[2]

''نُزْھَۃُ الْقَارِی'' میں ہے: صَرع کے معنی بے ہوش ہو کر گر پڑنے کے ہیں یہ کبھی اَخلاط (اَخلاط، خلط کی جمع۔ جسم کی چار خِلطیں (۱) صَفرا (یعنی پت) (۲) خون (۳) بلغم اور (۴) سَودا (جلا ہوا سیاہ بلغم)) کے فساد کے سبب ہوتا ہے جسے مِرگی کہتے ہیں اور کبھی جِنّ یا خبیث ہمزاد کے اثر سے ہوتا ہے۔[3] میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: جب بچّہ پیدا ہو فوراً سیدھے کان میں اذان بائیں (الٹے) میں تکبیر کہے کہ خَلَلِ شیطان واُمُّ الصِّبْیان سے بچے۔[4] بہتر یہ ہے کہ دَہنے (یعنی سیدھے) کان میں چار مرتبہ اَذان اور بائیں (یعنی اُلٹے) کان میں تین مرتبہ اِقامت کہی جائے۔ (اگر ایک مرتبہ اذان و اقامت کہہ دی تب بھی کوئی حرج

مدینہ

1 مسند ابی یعلی، ۶/ ۳۲، حدیث: ۶۷۴۷

2 ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۴۱۷

3 نزھۃ القاری، ۵/ ۴۸۹

4 فتاوی رضویہ، ۲۴/ ۴۵۲

نہیں)ساتویں دن اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر مُونڈا جائے اور سر مُونڈانے کے وَقْت عقیقہ کیا جائے اور بالوں کو وزْن کرکے اُتنی چاندی یا سونا صَدَقہ کیا جائے۔[1] بہت لوگوں میں یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے۔ یہ نہ چاہیے بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان و اِقامَت کہی جائے۔[2]

(3) تحنیک

تَحْنِیک یعنی گُھٹّی دینے کے متعلق حضرت سَیِّدُنا اَبُوزَکَرِیا یحییٰ بن شَرف نَوَوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں: تمام عُلَمائے کِرام کا اس بات پر اِتّفاق ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد کھجور (یا کسی میٹھی چیز) کی گھٹی دینا مُسْتَحَب ہے، اگر کھجور نہ ہو تو جو بھی میٹھی چیز مُیَسَّر ہو اس سے گُھٹّی دی جا سکتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ گھٹی دینے والا کھجور کو اپنے منہ میں خوب چبا کر نرم کرے کہ اسے نِگلا جا سکے پھر وہ بچے کا منہ کھول کر اس میں رکھ دے۔ مُسْتَحَب یہ ہے کہ گھٹی دینے والا نیک اور مُتّقی و پرہیزگار ہو، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ اگر ایسا کوئی شخص پاس موجود نہ

1. بہارِ شریعت، ۳/ ۳۵۵
2. المرجع السابق

ہو تو نَومَولُود کو تَحْنِیک کی خاطِر کسی نیک شخص کے پاس لے جایا جا سکتا ہے۔[1] جیسا کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ لوگ اپنے (نوزائیدہ) بچّوں کو تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں لایا کرتے تھے، آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرماتے اور تَحْنِیک فرمایا کرتے تھے۔[2]

پیارے اسلامی بھائیو! صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے معمول سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بچوں بالخصوص بیٹی کی تَحْنِیک صالح و مُتّقی مسلمانوں سے کروائی جائے تاکہ نیک لوگوں کی دعائیں اور برکات اس کی گُھٹّی میں شامل ہوں۔

(4) اچھا نام رکھنا

ماں باپ کی طرف سے چونکہ بچے کے لئے سب سے پہلا اور بنیادی تحفہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کا خوبصورت و بابرکت نام رکھیں تاکہ یہ تحفہ عمر بھر اسے ماں باپ کی شفقتوں اور مہربانیوں کی یاد دلاتا رہے، یہاں تک کہ میدانِ مَحْشَر میں بھی اپنے والدین کے عطا کردہ اسی نام سے بارگاہِ خداوندی میں حاضری کے لیے بلایا

مدینہ

1 شرح صحیح مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تحنیک المولود، الجزء الرابع عشر، ۷/ ۱۲۲

2 مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تحنیک المولود... الخ، ص ۱۱۸۴، حدیث: ۲۱۴۷

جائے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حُضورِ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں سے پُکارے جاؤ گے، لہٰذا اچّھے نام رکھا کرو۔ (1)

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا بچوں بالخصوص بیٹیوں کے نام رکھنے میں انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہئے اور ان کا نام ایسا ہونا چاہئے کہ دنیا وآخرت میں انہیں کہیں شرمسار نہ ہونا پڑے، اس لیے کہ بسا اوقات مَسائلِ شَرعِیّہ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے لوگ بیٹیوں کے نام معروف کُفّار خواتین کے نام پر رکھ دیتے ہیں یا نئے نئے نام رکھنے کی دوڑ میں ایسے نام رکھ دیتے ہیں جو بے معنٰی ہوتے ہیں یا ان کا معنٰی اچھا نہیں ہوتا، ایسے تمام نام رکھنے سے بچنا چاہئے۔ جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: ایسا نام رکھنا جس کا ذکر نہ قرآنِ مجید میں آیا ہو نہ حدیثوں میں ہو نہ مسلمانوں میں ایسا نام مستعمل ہو، اس میں عُلَما کو اِختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ نہ رکھے۔ (2) لہٰذا چاہئے کہ بیٹیوں کے نام اُمَّہاتُ المؤمنین، صحابیات و صالحات رضی اللہ تعالیٰ عَنْھُنَّ کے اَسمائے مُبارَکہ پر ہی رکھے جائیں۔ اس کا

مدینہ

1. ابو داود، کتاب الادب، باب فی تغیر الاسماء، ۴/۳۷۴، حدیث: ۴۹۴۸
2. بہارِ شریعت، ۳/ ۶۰۳

ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ آپ کی بیٹی کا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی برگزیدہ و نیک خواتین سے رُوحانی تعلق قائم ہوجائے گا اور دوسرا ان نیک ہستیوں سے موسوم ہونے کی برکت سے اسکی زِنْدَگی پر مَدَنی اثرات مُرتّب ہوں گے۔ اگر آپ نے اپنی بیٹی کا نام رکھتے وقت ان مَدَنی پھولوں کو مدِّ نظر نہیں رکھا تھا تو پریشان مت ہوں بلکہ فوراً ان کا نام تبدیل کر دیجئے۔ چنانچہ،

اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بُرے ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔[1] اور حضرت سَیِّدُنا ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اُمُّ الْمُؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا جُوَیریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام پہلے بَرّہ (نیکی) تھا، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بدل کر جُوَیریہ رکھ دیا۔[2] نام رکھنے میں حضرت سَیِّدُنا اَبُو زَکَریا یحییٰ بن شَرَف نَوَوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا عطا کردہ یہ مدنی پھول ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ بچے کا نام **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کسی برگزیدہ بندے (مثلاً پیر و مرشد وغیرہ) سے رکھوانا مُسْتَحَب ہے اور جس دن بچہ پیدا ہوا اسی دن نام رکھنا بھی جائز ہے۔[3]

مدینہ

1. ترمذی، کتاب الآداب، باب ماجاء فی تغییر الاسماء، ۴/ ۳۸۲، حدیث: ۲۸۴۸
2. مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح، ص ۱۱۸۲، حدیث: ۲۱۴۰
3. شرح صحیح مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تحنیک المولود، الجزء الرابع عشر، ۷/ ۱۲۴

(5) بال منڈوانا و عقیقہ کرنا

ساتویں دن بال منڈوا کر ان کے وزن برابر چاندی صدقہ کرنا چاہئے، نیز عقیقہ بھی اسی دن کر دینا چاہئے۔ چنانچہ، اعلیٰ حضرت عَلَيْهِ رَحمَةُ رَبِّ الْعِزَّت فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں: ساتویں اور نہ ہو سکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے، دُختر (بیٹی) کے لئے ایک، پِسر (بیٹے) کے لئے دو (بکریاں) کہ اس میں بچے کا گویا رہن سے چُھڑانا ہے۔[1]

"**عقیقے کے بارے میں سوال جواب**" صفحہ 4 پر ہے: "جس بچّے نے عقیقے کا وقت پایا یعنی وہ بچّہ سات دن کا ہو گیا اور بِلا عُذر جبکہ استِطاعت (یعنی طاقت) بھی ہو اُس کا عقیقہ نہ کیا گیا تو وہ اپنے ماں باپ کی شَفاعت نہ کرے گا۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ **اَلْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ** یعنی "لڑکا اپنے عقیقے میں گِروی ہے۔"[2] **اَشِعَّةُ اللَّمْعات** میں ہے، امام احمد رَحمَةُ اللهِ تعالیٰ علیه فرماتے ہیں: "بچّے کا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اُس کو والِدَین کے حق میں شَفاعت کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔"[3]

---

1. فتاویٰ رضویہ، ۲۴/ ۴۵۲
2. تِرمِذی، کتاب الاضاحی، باب من العقیقة، ۳/۱۷۷، حدیث: ۱۵۲۷
3. اشعةُ اللّمعات، ۳/ ۵۱۲

صدرُ الشَّریعہ ، بدرُ الطَّریقہ ، حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی مذکورہ حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''گروی ''ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس سے پورانَفْع حاصِل نہ ہو گا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض (مُحدِّثین) نے کہا بچّے کی سلامَتی اور اُس کی نَشْو ونُما (پھلنا پھولنا) اور اُس میں اچّھے اَوصاف (یعنی عمدہ خوبیاں) ہونا عقیقے کے ساتھ وابَستہ ہیں۔ (1)

(6) رزقِ حلال کھلانا

دورِ جدید میں مہنگائی نے چونکہ ہر کَس و ناکَس کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے، لہٰذا یہ بات عام دیکھی گئی ہے کہ ضروریات کی تکمیل اور آسائشوں کے حُصول کے لئے بسا اوقات حرام و حلال کمائی کی پروا نہیں کی جاتی اور یہ بات یَکسَر فَراموش کر دی جاتی ہے کہ حرام کمائی دنیا و آخرت میں عظیم خَسارے کا باعث ہے۔ جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ شَہَنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ گوشت ہرگز جنّت میں داخل نہ ہو گا جو حرام میں پلا بڑھا۔ (2)

مــدینہ

1. بہارِ شریعت، ۳/ ۳۵۴
2. سنن الدارمی، کتاب الرقاق، باب فی اکل السحت، ۲/ ۴۰۹، حدیث: ۲۷۷۶

پس ہمیشہ رزقِ حلال کما کر اپنی اولاد کی پرورش کرنے کی کوشش کیجئے کہ جو شخص اس لئے حلال کمائی کرتا ہے کہ سوال کرنے سے بچے، اہل وعیال کے لئے کچھ حاصِل کرے اور پڑوسی کے ساتھ حُسنِ سُلوک کرے تو وہ قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔[1]

(7) اچھی باتیں سکھانا

عورتوں کے متعلق چونکہ یہ بات بڑی معروف ہے کہ وہ فُضول گوئی کی عادی ہوتی ہیں، لہٰذا اپنی بیٹی کو فُضول گوئی وغیرہ سے بچانے کی اچّھی اچّھی نیّتوں سے کوشش کیجئے کہ جب وہ ذرا ہوشیار ہو جائے اور زبان کھولنے لگے تو سب سے پہلے اس کی پاک وصاف زبان سے اسمِ جَلالَت "اللہ" اور کلمہ طیبہ ہی جاری ہو۔ حضرتِ سیدنا ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حُضورِ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنے بچوں کی زبان سے سب سے پہلے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہلواؤ۔[2] چنانچہ پندرھویں صدی کی عظیم علمی و رُوحانی شخصیت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا

مــــدینہ

1. شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، ۷/۲۹۸، حدیث: ۱۰۳۷۵
2. شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد والاھلین، ۶/۳۹۷، حدیث: ۸۶۴۹

ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنی نواسی کے لئے سب گھر والوں کو کہہ رکھا تھا کہ اس کے سامنے "اللہ اللہ" کا ذکر کرتے رہیں تاکہ اس کی زبان سے پہلا لفظ "اللہ" نکلے اور جب وہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بارگاہ میں لائی جاتی تو آپ خود بھی اس کے سامنے ذکر اللہ کرتے۔ چنانچہ جب آپ کی نواسی نے بولنا شروع کیا تو پہلا لفظ "اللہ" ہی بولا۔

(8) تعلیم اور اسلامی تربیت

دورِ حاضر میں اگر مُعاشَرے کا بغور جائزہ لیں تو ہر طرف دو ہی چیزیں نظر آتی ہیں۔ جدید تعلیم و ترقی اور نام نہاد روشن مستقبل کے نام پر ایک طرف مغربی تہذیب (Western culture) سے معمور مختلف (Different) خوبصورت (Beautiful) اور دل آویز (Attractive) ناموں کے ساتھ شہر شہر بلکہ گلی گلی کھلے ہوئے اسکولز (Schools) نظر آتے ہیں جن کی ایک کثیر تعداد اسلام دشمن قوتوں کے زیرِ اثر مَذہَب و مِلّت کی قُیود سے آزاد مُعاشَرے کے حامل لوگ تیار کرنے میں مگن ہے تو دوسری طرف ہر جگہ بالخصوص بڑے شہروں کے پوش علاقوں، ہاؤسنگ سوسائٹیز (Housing Societies)، وی آئی پی پاپولیشن ایریاز (V.I.P. Population Areas)، اَپر کلاس ریزیڈنشل ایریاز (Upper class residential areas) میں

اسلامک سکولز (Islamic Schools) کے نام پر بد مذہبوں کے بنائے گئے ادارے و جامعات ہماری آنے والی نسلوں کے ایمان اور دینی حَمِیّت و غیرت کے لئے شدید خطرات کا باعث بن رہے ہیں۔

لٰہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ عشقِ رسول سے سرشار معاشرے کی تشکیل کے لیے مدنی تربیت کا ایک ایسا مضبوط و مربوط لائحۂ عمل اختیار کیا جائے جس سے دورِ جدید کے نوجوانوں کی فکر و سوچ میں تبدیلی آنے کے ساتھ ساتھ نہ صرف ان کا رُخ سُوئے مدینہ ہو جائے بلکہ ان کا سینہ ہی مدینہ بن جائے۔ جس کے لیے سب سے پہلی سیڑھی یہ ہے کہ آج کی اس ننّھی مُنّی کلی کی طوفانِ بادو باراں سے حفاظت کی جائے کہ آج جس کی مسکراہٹ ماں باپ کو غموں سے دور کر دیتی ہے، کل جب پوری طرح کِھل کر کسی کے گلستانِ حیات میں مہکے تو چاروں طرف فضا خوشگوار ہو جائے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی آئندہ نسلوں بالخُصوص بیٹیوں کو عِفّت و عِصْمت کا پیکر بنانے، توحید و رسالت سے روشَناس کرانے اور اسلام کے نام پر تن من دھن قُربان کر دینے کے لئے تیار کریں تا کہ عاشقانِ رسول کی عشق و مستی سے بھرپور داستانیں قصۂ پارینہ (ماضی کی کوئی داستان) بننے کے بجائے دورِ جدید میں حقیقت کا رُوپ دھار سکیں اور اس کے لیے تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی

تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے اور پاکیزہ و مُعَطَّر و مُعَنبَر مدنی ماحول سے بہتر کوئی ماحول نہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ کا تعلق زندگی کے جس بھی شعبے سے ہو فکر نہ کیجیے دعوتِ اسلامی آپ کو ہر جگہ اور زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی فراہم کرتی نظر آئے گی، مثلاً ڈھائی سال کی عمر میں اپنی بیٹی کو جدید دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ فرض علمِ دین سکھانے کے لیے **دارُ المدینہ** میں داخل کروایئے یا پھر تھوڑی بڑی عمر کی ہو تو اسے قرآنِ کریم ناظرہ و حفظ کروانے کے لیے **مدرسۃ المدینہ للبنات** اور عِلْمِ دین کی ترویج و اشاعت کے لیے **جامعاتُ المدینہ للبنات** میں داخل کروادیجئے۔

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجَدِّدِ دین و ملّت، پَروانۂ شَمْعِ رِسالَت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: بچپن سے جو عادت پڑتی ہے کم چھوٹتی ہے۔[1] لہٰذا جو لوگ ایک بیٹی کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی کے مُرتَکِب ہوتے ہیں درحقیقت وہ آنے والی نسل کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک بیٹی کی پَروَرِش کے دوران تعلیم و تربیت کے جن مَراحل سے دوچار ہونا

مدینہ

1 فتاویٰ رضویہ، ۲۲/۲۱۵

پڑتا ہے، اگر ان پر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ تعلیم و تربیت اگرچہ لازم وملزوم ہیں مگر ان پر طائرانہ نظر ڈالنے سے صُورت کچھ یوں بنتی ہے:

(۱)...بنیادی وضروری عقائد کی تعلیم

طاغوتی طاقتیں عاشقانِ رسول کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ان کے عقیدے اور عمل کو برباد کرنے کی ہر ممکن کوشش میں مصروف ہیں اور اس سلسلے میں انہیں بعض بدباطن لوگوں کی بھی بھرپور مدد حاصل ہے۔ غیر مسلم قُوتّوں کی مسلمانوں کو مٹانے اور پاکیزہ اسلامی تعلیمات کو بگاڑنے کی ان ناپاک سازشوں کا ہی نتیجہ ہے کہ اِس پُرفتن دور میں گناہوں کی یَلْغار اور فیشن پرستی کی پھٹکار نے مسلمانوں کی اکثریت کو بے عمل بنا دیا ہے، علمِ دین سے بے رغبتی اور ہر خاص و عام کا رُجحان صرف دُنیاوی تعلیم کی طرف ہے، دینی مسائل سے ناوَاقِفیّت کی بنا پر ہر طرف جہالَت کے بادل منڈلا رہے ہیں، لادِینیّت و بدمَذہَبیّت کے ٹھاٹھیں مارتے سیلاب میں مسلمان تیزی کے ساتھ بداخلاقی کے عمیق گڑھے میں گرتے جارہے ہیں۔ چنانچہ ان نازُک حالات میں عاشقانِ رسول کے کانوں تک ذکرِ خدا و مُصطَفٰے کی پرسوز آوازیں پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ آج کی بیٹی اور کل کی ماں کی ایسی بھرپور مدنی تربیت کی جائے کہ آنے والی نسل عشقِ رسول کے رنگ

میں رنگ جائے۔ماں کی گود چونکہ بچے کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے لہٰذا ایک بیٹی کی صحیح معنوں میں مدنی تربیت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ماں خود بھی ضروری علومِ دینیہ سے آگاہ ہو تاکہ وہ اپنی بیٹی کو ابتدائی عمر سے ہی توحید ورسالت کے عشق ومستی سے بھرپور جام پینے کا ایسا عادی بنادے کہ جس کی لذّت میں گم ہوکر اسے زِنْدَگی بھر کسی دوسری طرف دیکھنے کا ہوش ہی نہ رہے۔ چنانچہ اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں، آسمانی کتابوں، انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلام بالخُصوص نبیوں کے سردار، حبیبِ پروردگار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم، قیامت اور جنّت ودوزخ کے متعلق بتدریج بنیادی عقائد سکھایئے۔ مثلاً

توحیدِ باری تعالیٰ کے متعلق بنیادی عقائد: ہمیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پیدا کیا ہے، وہی ہمیں رزق عطا فرماتا ہے، اسی نے زندگی دی ہے، وہی موت دے گا، ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، وہ جسم، جگہ اور مکان سے پاک ہے (بعض ماں باپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام لینے پر اپنے بچے کو آسمان کی طرف انگلی اٹھانا سکھاتے ہیں، ایسا نہ کیا جائے)، وہ کسی کا محتاج نہیں ساری کائنات اس کی محتاج ہے، وہ اولاد سے پاک ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، جو کچھ ہو چکا ہے، جو ہو رہا ہے یا ہوگا وہ سب جانتا ہے۔

فرشتوں کے متعلق بنیادی عقائد: فرشتے اسکی نوری مخلوق ہیں جو اسکے حکم سے مختلف کام سر انجام دیتے ہیں۔ مثلاً بارش برسانا، ہوا چلانا، کسی کی روح نکالنا وغیرہ۔

آسمانی کتابوں کے متعلق بنیادی عقائد: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے بہت سے صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں جن میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں:

(1) تورات (یہ حضرت سَیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام پر نازل ہوئی)

(2) زبور (یہ حضرت سَیِّدُنا داود عَلَیْہِ السَّلام پر نازل ہوئی)

(3) انجیل (یہ حضرت سَیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلام پر نازل ہوئی)

(4) قرآنِ کریم (یہ ہمارے نبی محمد مُصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر نازل ہوئی)

انبیائے کرام کے متعلق بنیادی عقائد: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مخلوق کی رہنمائی کے لئے اپنے نبیوں اور رسولوں کو بھیجا جن کی مکمل تعداد وہی جانتا ہے اور سب سے آخر میں ہمارے نبی محمد مُصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بھیجا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے آخری نبی ہیں، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

قیامت اور جنت و دوزخ کے متعلق بنیادی عقائد: قیامت سے مُراد یہ ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ یہ آسمان وزمین سب تباہ ہو جائیں گے، پھر مُردے اپنی

قبروں سے اٹھ کر میدانِ محشر میں بارگاہِ خداوندی میں حاضِر ہوں گے اور اپنے اعمال کا حساب دیں گے، جس کے عمل اچھے ہوں گے اسے جنّت ملے گی اور جس کے برے ہوں گے اسے دوزخ میں جانا پڑے گا۔ جنّت کا شوق اور جہنّم کا خوف پیدا کرنے کے لیے بیٹی کی سمجھ بوجھ کے مطابق انعاماتِ جنّت اور عذاباتِ جہنّم کی روایات سنائیے اور اسے بتائیے کہ اگر ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اسکے پیارے محبوب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت کریں گے تو ہمیں جنّت ملے گی اور اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں زِنْدَگی بسر کی تو جہنَّم کا عذاب ہمارا منتظر ہو گا۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہ (1)

ذکرِ مُصطَفٰے چونکہ نورِ ایمان وسُرورِ جان ہے۔ اس لئے چاہیے کہ ایسے اسباب پیدا کیے جائیں کہ آپ کی بیٹی کے دل میں درودِ پاک اور نعت شریف پڑھنے اور سننے کا ذوق وشوق پیدا ہو جائے۔ مثلاً بچے کو سُلانے یا بہلانے کے لئے لَوری دینے کا رواج عام ہے لیکن لَوری دیتے وقت خیال رکھا جائے کہ یہ بے مَعانی کلمات پر مشتمل نہ ہو اور نہ ہی اس میں کوئی غیر شرعی کلمہ ہو بلکہ بہتر یہ ہے کہ حمد

(1) یہ عقائد بہارِ شریعت کے پہلے حصے سے ماخوذ ہیں۔ چنانچہ عقائد کی مزید معلومات کے لیے صدر الافاضل کی آسان تصنیف **کتاب العقائد**، صدر الشریعہ کی **بہارِ شریعت حصہ اول** کا مطالعہ کرنے کے لیے مکتبۃ المدینہ سے ہدیۃً حاصل کیجئے۔ نیز امیر اہلسنت کی کتاب **کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب** کے علاوہ مدنی نصاب برائے قاعدہ اور مدنی نصاب برائے ناظرہ کا بھی ضرور مطالعہ کیجئے۔

یا نعت یا اولیائے کرام کی مَنْقَبَت بچے کو سنائی جائے تو ثواب بھی ملے گا اور بچے کو نیند بھی آجائے گی۔ اس کے علاوہ صالحین و صالحات کے واقعات کہانیوں کی صورت میں سنانا بھی مفید ہے، کیونکہ اَسلاف سے عقیدت و مَحبَّت کا تعلّق ایمان کی مَضبوطی کا ذریعہ ہے اور بچوں کے دل میں صحابۂ کرام واہلِ بیتِ اَطہار عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور دیگر اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی عقیدت پیدا کرنے کا آسان ذریعہ ان نُفوسِ قُدسِیَّہ کی سیرت کے نورانی واقعات بھی ہیں۔ نیز ایک مسلمان کے لئے چونکہ اس کا ایمان متاعِ حیات کی حیثیت رکھتا ہے، لہٰذا آئندہ نسلوں کے ایمان کو محفوظ رکھنے کے لیے بیٹے سے بڑھ کر بیٹی کے ایمان کی حفاظت کی فکر دیگر تمام دُنیاوی اشیاء سے کہیں زیادہ ہونی چاہیے اور ایمان کی حفاظت کا ایک بہت بڑا ذریعہ کسی پیرِ کامل سے بیعت ہو جانا بھی ہے، فی زمانہ کسی جامع شرائط پیرِ کامل کا ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے لہٰذا اگر آپ کسی کے مرید نہیں تو فوراً اپنے بچوں سمیت سلسلہ قادریہ رضویہ عطّاریہ کے عظیم بُزُرگ شَیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے مُرید بن جائیں۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ، قُطْبِ مدینہ، میزبانِ مہمانانِ مدینہ، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت سَیِّدُنا ضِیاءُ الدّین احمد مدنی عَلَیْہِ رَحمَۃُ

اللّٰہِ الْغَنِی کے مرید اور خلیفۂ قُطبِ مدینہ حضرت مولانا عبد السلام قادری رضوی، شارحِ بخاری فقیہِ اعظم ہند حضرت علّامہ مفتی شریف الحق امجدی، جانشینِ قُطبِ مدینہ حضرت علّامہ فضل الرحمٰن قادری اور مفتیِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی وقارُ الدّین رضوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیھم کے خلیفۂ مجاز ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر بزرگوں سے بھی خلافتیں اور اجازتِ اسانیدِ احادیث حاصِل ہیں۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سلسلہ قادریہ میں مُرید فرماتے ہیں۔ قادِری سلسلے کی عظمت کے کیا کہنے کہ اس کے عظیم پیشوا حُضور سَیِّدُنا غوثُ الاعظم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْاَکرَم قیامت تک کے لئے بفضلِ خدا اپنے مُریدوں کے توبہ پر مرنے کے ضامِن ہیں۔ (1)

(۲)... قرآن و سنت کی تعلیم

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عَلِی بِن اَبِی طَالِب کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مَروِی ہے کہ شَہَنْشَاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اپنی اَولاد کو 3 باتیں سکھاؤ (۱) اَپنے نبی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مَحبَّت (۲) اَہلِ بیت عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی مَحبَّت اور (۳) تِلاوتِ قرآنِ کریم، کیونکہ قرآن پڑھنے والے لوگ، اَنبِیا و اَصفِیا کے ساتھ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سایۂ رَحمت میں ہوں

---

(1) بھجۃ الاسرار، ذکر فضل اصحابہ وبشراھم، ص۱۹۱

گے جس دن اُس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا۔“ [1]

حضرت سیِّدُنا شیخ ابو محمد سَہل تُسْتَری عَلَیْهِ رَحمَةُ اللهِ القَوِی فرماتے ہیں: ایمان کی علامَت مَحبَّتِ باری تعالیٰ، مَحبَّتِ باری تعالیٰ کی علامت مَحبَّتِ کلامِ باری تعالیٰ، مَحبَّتِ کلامِ باری تعالیٰ کی علامت مَحبَّتِ محبوبِ باری تعالیٰ اور مَحبَّتِ محبوبِ باری تعالیٰ کی علامت اِتّباعِ محبوبِ باری تعالیٰ ہے۔ [2]

پس بنیادی و ضروری عقائد کے علاوہ بیٹی کے دل میں قرآن و سنّت کی مَحبَّت پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ بچپن ہی سے باری تعالیٰ و محبوبِ باری تعالیٰ کی مَحبَّت اس کے دل میں پیدا ہو جائے اور قرآن و سنّت کے مطابق وہ اپنی ساری زندگی گزار دے کیونکہ قرآن و سنّت پر عمل ہی دونوں جہاں میں کامیابی کا سبب ہے مگر یاد رکھئے! قرآنِ کریم پر عمل کرنے کے لیے اسے صحیح پڑھنا، سیکھنا اور سمجھنا ضروری ہے، مگر افسوس صد افسوس! مخلوقِ خدا ربّ عَزَّوَجَلَّ کے کلام کو پڑھنے، سیکھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے بتدریج دور ہوتی جارہی ہے اور دنیاوی ترقی و خوشحالی کیلئے ہر وقت نِت نئے عُلوم و فُنون سیکھنے سکھانے میں مصروف ہے۔ حالانکہ اس کی تعلیم کے مُتعَلِّق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ

مدینہ

1. الجامع الصغیر، ص ۲۵، حدیث: ۳۱۱
2. قوت القلوب، الفصل السابع عشر، ۱/ ۱۰۴

عالیشان ہے: خَیۡرُکُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ وَعَلَّمَہٗ۔ یعنی تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔[1] چنانچہ والدین پر لازم ہے کہ بیٹی کی پرورش میں قرآن وسنّت کی مَحبَّت اس کے سینے میں کوٹ کوٹ کر بھر دیں۔

(۳)... فرض عُلوم اور دینی تعلیم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فرض عُلوم اور دینی تعلیم کی اہمیت کے متعلق شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 505 صفحات پر مشتمل کتاب **غیبت کی تباہ کاریاں** کے صَفْحَہ 5 پر فرماتے ہیں: سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: طَلَبُ الۡعِلۡمِ فَرِیۡضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسۡلِمٍ یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔[2] یہاں اسکول کالج کی دُنیوی تعلیم نہیں بلکہ ضروری دینی علم مُراد ہے، لہٰذا سب سے پہلے بنیادی عقائد کا سیکھنا فرض ہے، اس کے بعد نَماز کے فرائض وشرائط ومُفسِدات، پھر رَمضانُ المبارَک کی تشریف آوری پر فرض

---

1. بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم... الخ، ۳/ ۴۱۰، حدیث: ۵۰۲۷
2. ابن ماجه، کتاب السنة، باب فضل العلماء... الخ، ۱/ ۱۴۶، حدیث: ۲۲۴

ہونے کی صُورت میں روزوں کے ضَروری مسائل، جس پر زکوٰۃ فرض ہو اُس کے لئے زکوٰۃ کے ضَروری مسائل، اسی طرح حج فرض ہونے کی صورت میں حج کے، نکاح کرنا چاہے تو اسکے، تاجر کو خرید و فروخت کے، نوکری کرنے والے کو نوکری کے، نوکر رکھنے والے کو اِجارے کے، وَعلٰی ھٰذَا الْقِیاس (یعنی اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے) ہر مسلمان عاقِل و بالغ مرد و عورت پر اُس کی مَوجودہ حالَت کے مُطابِق مسئلے سیکھنا فرضِ عَین ہے۔ اِسی طرح ہر ایک کیلئے مسائلِ حلال و حرام بھی سیکھنا فرض ہے۔ نیز مسائلِ قلب (باطنی مسائل) یعنی فرائضِ قَلبِیہ (باطنی فرائض) مثلاً عاجِزی و اِخلاص اور توکُّل وغیرہ اوران کو حاصِل کرنے کا طریقہ اور باطِنی گناہ مثلاً تکبُّر، ریاکاری، حَسَد وَغَیْرُھَا اوران کا علاج سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔ مُہلِکات یعنی ہلاکت میں ڈالنے والی چیزوں جیسا کہ جھوٹ، غیبت، چغلی، بہتان وغیرہ کے بارے میں ضَروری معلومات حاصل کرنا بھی فرض ہے تاکہ ان گناہوں سے بچا جاسکے۔[1]

اِمامِ اَجَلّ حضرت سیِّدُنا شیخ ابو طالب مَکّی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: عمل سے پہلے علم ضروری ہے کیونکہ عمل کے فرض ہونے کی وجہ سے اس کا علم حاصل

مدینہ

1 غیبت کی تباہ کاریاں، ص ۵

کرنا بھی فرض ہو جاتا ہے۔[1]

آدابِ زندگی

پیارے اسلامی بھائیو! بیٹی کی پَرْوَرِش کے دوران قرآن وسنّت اور کُتُبِ اَسلاف (بُزرگوں کی کتابوں) میں بیان کردہ جن آداب کی ضَرورت پیش آسکتی ہے اگر ان کا مُطالَعہ کیا جائے تو ہم انہیں تین مختلف حصّوں میں کچھ یوں تقسیم کرسکتے ہیں:

- ذات سے مُتَعَلِّق آداب
- خاندان سے مُتَعَلِّق آداب
- مُعاشَرے سے مُتَعَلِّق آداب

ذات سے مُتَعَلِّق آداب

پاکیزگی وطہارت کو ایک مسلمان کی زِنْدَگی میں جو اہمیت حاصِل ہے اس سے انکار ممکن نہیں۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ (پ۱۱، التوبة:۱۰۸)	ترجمۂ کنز الایمان: اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔

مدینہ

1 قوت القلوب، الفصل الحادی و الثلاثون، ۱/ ۲۲۶

نیز ایک فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے کہ پاکیزگی نصف ایمان ہے۔[1] اور یہ مروی ہے کہ بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَۃ یعنی دین کی بنیاد پاکیزگی پر ہے۔[2] یہاں طہارت سے صرف کپڑوں کا صاف ہونا ہی مُراد نہیں بلکہ دل کی صفائی بھی مراد ہے، اس لیے کہ نَجاست صرف بدن یا کپڑوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ باطن کی صفائی بھی شریعت کو مطلوب ہے کیونکہ جب تک باطن پاک نہ ہو عِلْمِ نافِع (نَفْع بخش عِلْم) حاصِل نہیں ہوتا اور نہ ہی انسان علم کے نور سے روشنی پاسکتا ہے، لٰہذا بیٹی کی پَرورِش کے دوران والدین پر لازم ہے کہ وہ بیٹی کے ظاہر کی پاکی و طہارت کا اہتمام کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے باطن کی پاکیزگی پر بھی بھرپور توجہ دیں تاکہ اس کا دل بُری صِفات سے پاک رہے۔ مثلاً حسد، تکبُّر، ریاکاری، عجب و خود پسندی، جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ، امانت میں خیانت، بدعہدی وغیرہ اور ان کے دنیا و آخرت میں نقصانات سے خوب آگاہ کریں تاکہ بیٹی ان ہلاک کردینے اور جہنَّم میں لے جانے والے گناہوں سے بچ سکے۔ مگر یاد رکھئے! تربیت اس وقت ہی فائدہ دے گی جب آپ خود بھی ان باطنی گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں

---

1. ترمذی، کتاب الدعوات، ۵/۳۰۸، حدیث: ۳۵۳۰
2. الشفاء، الباب الثانی فی تکمیل محاسنہ، فصل واما نظافۃ جسمہ...الخ، ۱/۶۱

گے، کیونکہ والدین اگر نیک اور گناہوں سے بچنے والے ہوں تو ان کی برکات ان کے بچوں کو بھی نصیب ہوتی ہیں۔

خاندان سے مُتَعَلِّق آداب

پیارے اسلامی بھائیو! اس سے مُراد وہ آداب ہیں جو ایک مَضْبُوط وخُوشحال خاندان کی بَقا کے لیے اِنْتِہائی ضَروری ہیں۔ مثلاً وَالِدَین کا اَدَب و اِحترام اور دیگر چھوٹوں بڑوں کے ساتھ حُسنِ سُلوک، صِلہ رحمی (رِشْتہ داروں سے اچھے سُلُوک) کی فضیلت اور قطع تعلقی کی مَذمّت وغیرہ۔ ان آداب کے بجالانے کی بنا پر ایک بیٹی خاندان بھر کی آنکھوں کا تارا بن جاتی ہے، لہٰذا والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی پرورش میں ذرہ بھر کوتاہی نہ ہونے دیں اور بچپن ہی سے اس کی اسلامی تربیّت کا ایسا اہتمام کریں کہ ہر کوئی ان کی بیٹی کے حُسْنِ سُلُوک کی تعریف کرے نہ کہ اس کی بَد سُلُوکی و بے اَدَبی اور بدکلامی کا ہر طرف چرچا ہو۔

بچے بالخُصوص بیٹیاں چونکہ والدین سے دیگر رشتے ناطوں کی پہچان سیکھنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی سیکھتی ہیں کہ انکے والدین اپنے قَرابت داروں سے کس طرح پیش آتے ہیں، لہٰذا اگر آپ اپنے بعض قَرابت داروں سے صِلہ رحمی کے بجائے

قطع تعلقی کرلیں گے یا اُن کے ساتھ اچھا سُلوک نہیں کریں گے تو آپ کی اولاد بالخُصوص بیٹیوں کے ذہنوں سے ان رشتوں کا تَقَدُّس ہمیشہ کیلیے خَتْم نہیں تو کم ضَرور ہو جائے گا، لہٰذا خود بھی یاد رکھئے اور اپنی بیٹی کو بھی یہ بات خوب باور کرا دیجئے:

❀ صِلہ رحمی سے اللہ عَزَّوَجَلَّ راضی ہوتا ہے کیونکہ صلہ رحمی خود اسی کا حکم ہے۔

❀ صِلہ رحمی سے فِرشتے خوش ہوتے ہیں۔

❀ صِلہ رحمی کرنے والے کی لوگ تعریف کرتے ہیں۔

❀ صِلہ رحمی سے شیطان لعین غمناک ہوتا ہے۔

❀ صِلہ رحمی سے عمر اور رزق میں برکت ہوتی ہے۔

❀ صِلہ رحمی سے دلی اطمینان حاصل ہوتا ہے اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ (فرائض کی تکمیل کے بعد) افضل اعمال وہ ہیں جو مومن کی خوشی کا باعث بنیں۔[1]

❀ صِلہ رحمی سے مَحَبَّت میں زیادتی ہوتی ہے، کیونکہ جن لوگوں پر اس نے احسان کئے ہوں گے وہ سب اس کی خوشی و غم میں شریک ہوں گے اور اس کی مدد بھی کرتے رہیں گے جس کی وجہ سے باہمی محبت بڑھے گی۔

مدینہ

1 المعجم الکبیر، ۱۱/ ۵۹، حدیث ۱۱۰۷۹

❀ صِلہ رحمی موت کے بعد بھی اجر وثواب کا باعث بنتی ہے، کیونکہ لوگ اس کی موت کے بعد اس کے احسانات کو یاد کرکے اس کے لئے ایصالِ ثواب و دُعا کا اہتمام کریں گے۔[1]

مُعاشَرے سے مُتَعَلّق آداب

معاشرہ باہم مل جل کر رہنے والے افراد کے مجموعے کو کہتے ہیں جس کی بنیاد کی مختلف وُجوہ ہیں۔ مثلاً برادری، قوم، زَبان، مذہَب اور جُغْرافِیائی حُدود وغیرہ۔ عام طور پر مختلف مُعاشَروں کی تشکیل میں اجتماعی زِنْدَگی کی بَقا کے لیے دو اُمور کو بڑی اہمیت حاصِل ہے: ایک یہ کہ لوگ اس طرح زِنْدَگی بَسر کریں کہ ان کی ذات کی تکمیل ہو اور دوسرا یہ کہ ایسے اُصُول وضَوابط تیار کیے جائیں جن کے ذریعے باہمی خوشگوار تَعَلُّقات قائم ہوں۔ یہ اُصُول وضَوابط چونکہ انسان بناتے ہیں، لہٰذا ان میں تبدیلی کی ہمیشہ گنجائش رہتی ہے اور یہ تبدیل ہوتے بھی رہتے ہیں، مگر اسلامی معاشرہ ایسا ہے جس کے بنیادی عقائد اور اُصُولِ شریعت میں اختتامِ وحی کے بعد کبھی کوئی تبدیلی آئی ہے نہ آئے گی، اس لیے کہ یہ ایک ایسی مُتوازِن اور مُعْتَدِل زِنْدَگی کا نام ہے جس میں انسانی عقل، رُسوم و رَواج اور تمام مُعاشَرتی

1. تنبیہ الغافلین، باب صلۃ الرحم، ص ۷۳، مفهوماً

آداب وحیِ الٰہی کی روشنی میں طے پاتے ہیں اور وحی کے نُزول کا دروازہ چونکہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے، لہٰذا اب اسلامی معاشرے کے جو بنیادی خدّ و خال سرورِ کائنات صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زبانِ حق ترجُمان سے بیان ہوئے ہیں ان میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں، البتہ! ہر دور کی ضَروریات کے مطابق پیدا ہونے والے جدید مسائل کا حل بھی قرآن وسنّت کے بیان کردہ اُصولوں سے ہی اخذ کیا جاتا ہے۔ اگر یہ حل قرآن وسنّت کے مخالف نہ ہو بلکہ مسلمانوں کی فَلاح وصَلاح سے تعلق رکھتا ہو تو اسے قبول کر لیا جائے گا ورنہ رد کر دیا جائے گا۔ چنانچہ،

ایک اِسلامی وفلاحی مُعاشَرے کی بَقا کے لیے اِنتہائی ضَروری ہے کہ اس کے اَفراد کی تربیّت پر بھرپور توجہ دی جائے، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اس کا آغاز ماں کی گود سے ہو تاکہ اس تربیّت کے اَثرات زِندَگی بھر بچے پر مُرتَّب رہیں۔ اس تَناظُر میں بیٹی کی بہترین پَروَرِش کی اَہَمِیَّت مزید بڑھ جاتی ہے کیونکہ اگر آج اس کی تربیّت میں کوئی کمی رہ گئی تو اس کا اِزالہ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جائے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہم مسلمان ہیں اور ایک اسلام پسند معاشرے کا حصّہ ہیں، ہمیں چاہئے کہ کبھی بھی بیٹی کی پَرورِش میں اس کی مدنی تربیت سے کوتاہی نہ برتیں، اسے معاشرتی بُرائیوں کی قباحتوں سے کماحقُّہٗ آگاہ کریں تاکہ وہ ان سے بچ سکے۔

بچپن کی عادت کم ہی چھوٹتی ہے

آج ایک باپ اپنی آٹھ دس سالہ بیٹی کو جس بے پردگی کے ساتھ اپنے ہمراہ ایک ایسی تقریب میں لے جاتا ہے جہاں مَردوں عورتوں کا اختلاط ہے، موسیقی اور میوزک کا اہتمام ہے، بے حَیا اور مغربی تہذیب کی ماری لڑکیاں ڈھول کی تھاپ پر نہایت ہی بیہودگی کے ساتھ رقص کر رہی ہیں اور وہ پھول جیسی بچی یہ سب دیکھ اور سن رہی ہے کہ یہ بڑی بڑی لڑکیاں اپنے کزن کے ساتھ ناچ رہی ہیں، گانا گارہی ہیں۔ تو اس کا یہی ذہن بنے گا کہ چونکہ یہاں پر مجھے میرا باپ لے کر آیا ہے، لہٰذا ایسی جگہ جانا اور ناچنا گانا دُرُست ہے کیونکہ اگر یہ سب غلط ہوتا تو میرا باپ ہرگز مجھے یہاں نہ لاتا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہئے کہ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے گھر والوں کی اصلاح پر بھی توجہ رکھیں اور انہیں ایسی تقاریب و مَحافِل سے دور رکھیں جو خِلافِ شَرْع اُمور پر مشتمل ہوں۔ اس لیے کہ جو لوگ باوُجُودِ قدرت اپنی عورَتوں اور بہنوں، بیٹیوں کو بے پردَگی سے مَنْع نہ کریں وہ "دَیُّوث" ہیں اور دیوث کے متعلق جنّت سے محرومی کی وعید مروی ہے۔ اہل وعیال کو خِلافِ شَرْع محافل میں لے جانے والوں کی تَنْبِیہ کے لئے فتاوٰی رَضَویہ شریف میں مَرقوم ایک فتویٰ

سے چند اِقْتِباسات کا مفہوم پیشِ خدمت ہے۔ چنانچہ،

جنت سے محرومی

رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم (ارشاد) فرماتے ہیں: ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: اَلْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ وَالدَّيُّوْثُ وَرَجُلَةُ النِّسَاءِ تین شخص جنّت میں نہ جائیں گے، ماں باپ کو آزار (تکلیف) دینے والا، دَیُّوث اور مرد بننے والی عورت۔[1]

مَحبوب کے ساتھ حشر

رسول اللّٰہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: لَا يُحِبُّ رَجُلٌ قَوْمًا اِلَّا جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعَهُمْ جو جس قوم سے مَحبّت رکھے گا اللّٰہ تعالٰی اسے انہیں کے ساتھ کردے گا۔[2] اور فرماتے ہیں: مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا حَشَرَهُ اللّٰهُ فِيْ زُمْرَتِهِمْ جو جس قوم سے دوستی کرے گا اللّٰہ تعالٰی اسے انہیں کے گروہ میں اٹھائے گا۔[3] اور فرماتے ہیں: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہو گا۔[4]

---

1. مستدرك، کتاب الایمان، ۱۰۸ ثلاثة لا یدخلون الجنة، ۱/ ۲۵۲، حدیث: ۲۵۲
2. مسند احمد، مسند السیدة عائشه، ۹/ ۴۸۷، حدیث: ۲۵۱۷۵
3. المعجم الکبیر، ۳/ ۱۹، حدیث: ۲۵۱۹
4. بخاری، کتاب الادب، باب علامة حب الله، ۴/ ۱۴۷، حدیث: ۶۱۶۸

بنی اسرائیل کی تباہی کے اسباب

بنی اسرائیل میں پہلی خرابی جو آئی وہ یہ تھی کہ ان میں ایک شخص دوسرے سے ملتا تو اس سے کہتا: یَا ھٰذَا! اِتَّقِ اللّٰہَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَاِنَّہٗ لَا یَحِلُّ لَکَ یعنی اے شخص! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر اور اپنے کام سے باز آ کہ یہ حلال نہیں۔ پھر دوسرے دن اس سے ملتا اور وہ اپنے اُسی حال پر ہوتا تو یہ اُس کو اپنے ساتھ کھانے پینے اور پاس بیٹھنے سے نہ روکتا۔ پس جب وہ یہ کام کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل باہم ایک دوسرے پر مارے کہ منع کرنے والوں کا حال بھی اِنہی خطا والوں کے مثل ہو گیا۔ پھر فرمایا:

لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾

(پ۶، المائدۃ: ۷۸، ۷۹)

ترجمۂ کنزالایمان: بنی اسرائیل کے کافر لعنت کیے گئے داود و عیسیٰ بن مریم کی زبان پر، یہ بدلہ ہے ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا، وہ آپس میں ایک دوسرے کو برے کام سے نہ روکتے تھے، البتہ وہ سخت بُری حرکت تھی کہ وہ کرتے تھے۔[1]

[1] ابو داود، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، ۴/۱۶۲، حدیث: ۴۳۳۶

اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ (پ۷، الانعام:۶۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں میں مت بیٹھ۔

تفسیرِ احمدی میں ہے: ظالم لوگ بدمذہب فاسِق اور کافر ہیں ان سب کے ساتھ بیٹھنا منع ہے۔[1]

نازک شیشیاں

عورت مَوم کی ناک بلکہ رَال (چیڑ کا گوند) کی پُڑیا بلکہ بارُود کی ڈِبیا ہے، آگ کے ایک اَدنٰی سے لگاؤ میں بَھَق سے ہو جانے (یعنی فوراً جل جانے) والی ہے۔ عقل بھی ناقِص اور دین بھی ناقِص اور طِینَت (یعنی بنیاد) میں کَجی (ٹیڑھاپَن) اور شہوت (خواہشِ نفس) میں مَرد سے سو حِصّہ بیشی (زائد) اور صحبتِ بد کا اَثَرِ مُستَقِل مَردوں کو بگاڑ دیتا ہے۔ پھر ان نازُک شیشیوں کا کیا کہنا جو خَفِیف (یعنی معمولی سی) ٹھیس سے پاش پاش ہو جائیں۔ یہ سب مضمون یعنی ان عورات کا ناقِصاتُ العقل وَالدِّین اور کَج طَبع اور شہوت میں زائد اور نازُک شیشیاں ہونا صحیح حدیثوں میں ارشاد ہوئے ہیں

مدینہ

1 تفسیراتِ احمدیہ، ص۳۸۸

اور صحبتِ بد کے اَثَر میں تو بکثرت احادیثِ صحیحہ وارِد ہیں۔ اَزاں جملہ یہ حدیثِ جلیل کہ مشکوٰۃِ حکمتِ نبوت کی نُورانی قِندیل ہے۔ فرماتے ہیں: اچھّے مُصَاحِب اور بُرے ہمنشین کی کہاوَت ایسی ہے جیسے مُشک والا اور لوہار کی بَھٹّی کہ مُشک والا تیرے لئے نفع سے خالی نہیں یا تو تُو اس سے خریدے گا کہ خود بھی مُشک والا ہو جائے گا ورنہ خوشبو تو ضرور پائے گا اور لوہار کی بَھٹّی تیرا گھر پھونک دے گی یا کپڑے جلادے گی یا کچھ نہیں تو اتنا ہو گا کہ تجھے بد بو پہنچے۔ اگر تیرے کپڑے اس سے کالے نہ ہوئے تو دُھواں تو ضَرور پہنچے گا۔ [1]

فُحش گیت شیطانی رَسْم اور کافِروں کی رِیت ہے۔ شیطان ملعون بے حَیا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کمال حَیا والا۔ بے حَیائی کی بات سے حَیا والا ناراض ہو گا اور وہ بے حَیاؤں کا اُستاد انہیں اپنا مَسْخَرہ بنائے گا۔ حدیث میں ہے **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم (ارشاد) فرماتے ہیں: اَلْجَنَّةُ حَرَامٌ عَلٰی کُلِّ فَاحِشٍ اَنْ یَّدْخُلَهَا۔ جنّت ہر فُحش بکنے والے پر حَرام ہے۔ [2]

یُوں ہی بے ضَرورت وحاجَتِ شَرعِیّہ لوگوں سے فُحش کلامی بھی ناجائز وخلافِ

---

1. بخاری، کتاب البیوع، باب فی العطار وبیع المسک، ۲/ ۲۰، حدیث: ۲۱۰۱
2. موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت وآداب اللسان، باب ذم الفحش والبذاء، ۷ / ۲۰۴، حدیث: ۳۲۵

حیا ہے۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم (ارشاد) فرماتے ہیں: اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِی النَّار حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنّت میں ہے اور فُحش بکنا بے اَدَبی ہے اور بے اَدَبی دوزخ میں ہے۔[1] مَا کَانَ الْفُحْشُ فِی شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا شَانَہٗ، وَلَا کَانَ الْحَیَاءُ فِی شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا زَانَہٗ فُحش جب کسی چیز میں دخل پائے گا اسے عیب دار کردے گا اور حیا جب کسی چیز میں شامل ہوگی اس کا سِنگار کردے گی[2]۔[3]

گناہ گار کون؟

پیارے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! نابالغ شرعی احکام کا مُکلَّف نہیں لہٰذا اس کا گناہ شُمار نہیں لیکن والدین یا سرپرست اگر بچوں کو ایسی جگہ لے گئے جہاں بے پردگی وبے حَیائی اور گانے باجے وغیرہ گناہوں کا سلسلہ ہے جیسا کہ فی زمانہ عام تَقارِیب کا حال ہے تو اس لے جانے والے پر اپنے گناہ کے ساتھ ساتھ اس نابالغ کو لے جانے کا گناہ بھی ہوگا۔ نیز یہ بچّہ یا بچّی جس کو بچپن ہی سے آپ اس

---

1. ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الحیاء، ۳/۴۰۶، حدیث: ۲۰۱۶
2. ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الفحش والتفحش، ۳/۳۹۲، حدیث: ۱۹۸۱ بتغیر
3. فتاویٰ رضویہ، ۲۲/۲۱۰ تا ۲۱۵

طرح کا ماحول فراہم کر رہے ہیں سِنِ شُعُور کو پہنچ کر ان عادتوں کو اختیار کریں گے تو اس کا سَبَب بھی آپ ہی بنے۔ پھر جب اسے سمجھائیں گے کہ یہ افعال غَلَط اور خِلافِ شرع ہیں تو اس کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو گا کہ اگر یہ غَلَط تھا تو میرے والد مجھے کیوں بچپن سے ایسی جگہوں پر لے جاتے رہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت لکھتے ہیں کہ بچپن سے جو عادت پڑتی ہے کم چھوٹتی ہے تو اپنے نابالغ بچوں کو ایسی ناپاکیوں سے نہ روکنا ان کے لیے مَعَاذَ الله جہنّم کا سامان تیار کرنا اور خود سخت گناہ میں گرفتار ہونا ہے۔ الله تعالیٰ نے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝۶ (پ۲۸، التحریم: ۶)	ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرّے (دُرشت خو) فِرِشتے مُقرَّر ہیں جو الله کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔[1]

---

[1] فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۲۱۵

فیشن کی خرابیاں

فی زمانہ اسلامی بہنوں کے لباس میں فیشن کے نام پر جو خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں۔ حتی کہ مذہبی ماحول سے وابستہ عورتیں بھی شادی بیاہ کی تقاریب و محافل میں ایسے لباس پہنتی ہیں کہ اَلْاَمان وَالْحَفِیظ۔ افسوس! صد افسوس! پردہ کرنا تو کُجا! جن اعضاء کا چُھپانا واجب ہے فیشن کے نام پر ان کو بھی کَمَاحَقُّہٗ نہیں چھپایا جاتا۔ حالانکہ عورت سے مراد ہی چھپانے کی چیز ہے۔اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے اسلامی تہذیب سے ناطہ توڑ کر مغربی تہذیب سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔کیونکہ اسلامی تہذیب میں تو قلب و نگاہ کو پاک رکھنے کی تاکید مروی ہے اور کبھی بھی اس طرح کی نام نہاد آزادی نہیں دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ اُمُّ المومنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم (اس بناؤ سنگھار کو) دیکھ لیتے جو عورتوں نے اَب اِیجاد کر لیا ہے تو ان کو (مسجد میں آنے سے) منع فرمادیتے۔[1]

علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۸۵۵ھ) اس حدیثِ پاک کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں: اگر اُمُّ الْمومنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ

---

1 بخاری، کتاب الاذان، باب انتظار الناس قیام الامام العالم، ۱/ ۳۰۰، حدیث: ۸۶۹

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس بناؤ سنگھار کو دیکھ لیتیں جو اس زمانہ کی بالخصوص شہری عورتوں نے ایجاد کر لیا ہے اور اپنی زیبائش اور نُمائش میں غیر شرعی طریقے اور مذموم بدعات نکال لی ہیں، تو وہ عورتوں کی بہت زیادہ مذمّت فرماتیں۔ [1]

معلوم ہوا فیشن کے نام پر ہر دور میں عورتوں نے کوئی نہ کوئی نیا کام ضرور کیا جس کی مَذمّت اس وقت کی صالحات نے اپنا فرضِ مَنْصَبی جان کر ضرور کی، لہٰذا آیئے! اسلامی تاریخ کے پُر بہار گلستان میں جھانک کر اپنی بزرگ خواتین کی حیاتِ طیبہ سے چند مدنی پھول چنتے ہیں کہ جن کی خوشبو سے ہم اپنی بیٹیوں کی پرورش کے دوران ان کی زِنْدَگیوں کو مہکا سکیں۔ چنانچہ،

خاتونِ جنّت کی پرورش

سب سے پہلے ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ امامُ الانبیا، محبوبِ کبریا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی شہزادی حضرت سیِّدَتُنا خاتونِ جنَّت، بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جو مدنی تربیت فرمائی ہر اسلامی بہن کو اسے پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرورِ کائنات صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھیں، آپ کہیں سفر پر تشریف لے جانا چاہتے تو سب سے آخر میں اپنی

---

1 عمدۃ القاری، ابواب صفۃ الصلوۃ، باب انتظار الناس قیام الامام العالم، ۴/ ۶۴۹، تحت الحدیث: ۸۶۹

شہزادی سے مل کر روانہ ہوتے اور واپسی میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لاتے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہادیِ عالَم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تربیت کا حق ادا کرتے ہوئے شادی کے بعد اپنے شوہر کی خدمت اور گھر کے کام کاج کے ساتھ ساتھ اپنے شہزادوں کی جو مَدَنی تربیت فرمائی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دنیا آج بھی اس کی عظمت کی گواہ ہے اور اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تا قیامِ قیامت رہے گی۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھرانے کی عظمت کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زَہرہ ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

شہزادیِ کونَین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیاتِ طیبہ کے بے شمار مہکتے مدنی پھولوں میں سے آپ کی حیاتِ طیبہ کے آخری اَیام کا صِرف یہی ایک واقعہ کافی ہے جسے شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 397 صَفحات پر مشتمل کتاب "پردے کے بارے میں سوال جواب" کے صَفْحہ 200 پر کچھ یوں نقل فرمایا ہے: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد خاتونِ جنّت، شہزادیِ کونَین، حضرت

سیِّدَتُنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا پر غمِ مصطفٰے کا اِس قدر غَلَبہ ہوا کہ آپ کے لبوں کی مسکراہٹ ہی خَتْم ہو گئی! اپنے وِصال سے قبل صِرْف ایک ہی بار مُسکراتی دیکھی گئیں۔ اِس کا واقِعہ کچھ یوں ہے: حضرت سیِّدَتُنا خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالٰی عنہا کو یہ تشویش تھی کہ عُمر بھر تو غیر مَردوں کی نظروں سے خود کو بچائے رکھا ہے اب کہیں بعدِ وفات میری کفن پوش لاش ہی پر لوگوں کی نظر نہ پڑ جائے! ایک موقع پر حضرتِ سیِّدَتُنا اَسماء بنتِ عُمیس رضی اللہ تعالٰی عنہا نے کہا: میں نے حَبشہ میں دیکھا ہے کہ جنازے پر دَرَخْت کی شاخیں باندھ کر ایک ڈَولی کی سی صُورَت بنا کر اُس پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ پھر اُنہوں نے کَھجور کی شاخیں منگوا کر انہیں جوڑ کر اُس پر کپڑا تان کر سیِّدہ خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالٰی عنہا کو دکھایا۔ آپ بَہُت خوش ہوئیں اور لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ بس یِہی ایک مسکراہٹ تھی جو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وِصالِ ظاہِری کے بعد دیکھی گئی۔ [1]

بنتِ سعید بن مسیب کی پرورش

حضرت سیدنا سعید بن مُسَیَّب رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی صاحبزادی پیکرِ حُسْن وجَمال تھی، آپ نے اپنی بیٹی کی تربیت اس طرح فرمائی کہ وہ نہ صرف قرآنِ

---

1 پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۲۰۰ بحوالہ جذب القلوب مترجم، ص ۲۳۱

پاک کی حافظہ تھی بلکہ حُضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں کو بھی بہُت زیادہ جاننے والی تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ صورت کے ساتھ ساتھ حُسنِ سیرت کی دولت سے بھی مالامال تھی تو بے جانہ ہو گا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خلیفہ عبدُ المَلِک بن مَروان نے آپ سے آپ کی اس بیٹی کے لیے اپنے بیٹے ولید کی شادی کا پیغام بھیجا مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے انکار کر دیا، خلیفہ نے بہُت کوشش کی کہ کسی طرح آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ راضی ہو جائیں لیکن آپ برابر انکار فرماتے رہے، پھر وہ ظلم وسِتَم پر اُتر آیا اور ایک سرد رات اس ظالِم نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو 100 کوڑے مارے اور اُون کا جُبّہ پہنا کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ پر ٹھنڈا پانی ڈلوا دیا مگر پھر بھی آپ نے اپنی بیٹی کا رشتہ نہ دیا۔ آپ نے اپنی بیٹی کو بچپن سے جو پاکیزگی وطہارت کا درس دیا تھا آپ نہیں چاہتے تھے کہ وہ اسے دنیا کی چکاچوند میں بھول جائے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنی اس بیٹی کا نکاح اپنے ایک شاگرد حضرت سَیِّدُنا ابو وَداعہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ سے فرمایا جو انتہائی غریب تھے۔

حضرت سَیِّدُنا ابو وَداعہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ خود اپنی اس شادی کا واقعہ کچھ یوں بیان فرماتے ہیں کہ مَیں حضرت سَیِّدُنا سعید بن مُسیب رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی محفل میں باقاعدگی سے حاضِر ہوا کرتا تھا، پھر چند دن حاضِر نہ ہو سکا۔ جب دوبارہ آپ

رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کے پاس حاضِر ہوا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے پوچھا: اتنے دن کہاں تھے ؟ میں نے عرض کی: میری اہلیہ کا انتقال ہو گیا تھا بس اسی پریشانی میں چند دن حاضِری کی سعادت حاصِل نہ ہو سکی۔ یہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے فرمایا: مجھے اطلاع کیوں نہیں دی کہ میں بھی جنازے میں شرکت کر لیتا؟ حضرت سیدنا ابو وداعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: اس پر میں خاموش رہا۔ جب میں نے رخصت چاہی تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے فرمایا: کیا دوسری شادی کرنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: حُضور! میں بہت غریب ہوں، میرے پاس بمشکل چند درہم ہوں گے، مجھ جیسے غریب کی شادی کون کروائے گا۔ تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ فرمانے لگے: میں تیری شادی کرواؤں گا۔ میں نے حیران ہوتے ہوئے عرض کی: کیا آپ میری شادی کرائیں گے ؟ فرمایا: ہاں! میں تیری شادی کراؤں گا۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد بیان کی اور حُضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر درود وسلام پڑھا اور میری شادی اپنی بیٹی سے کرا دی۔ میں وہاں سے اٹھا اور گھر کی طرف روانہ ہوا۔ میں اتنا خوش تھا کہ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں، پھر میں سوچنے لگا کہ مجھے کس کس سے اپنا قرضہ وصول کرنا ہے، اسی طرح میں آنے والے لمحات کے بارے میں سوچنے لگا پھر میں نے مغرب کی نماز مسجد میں ادا

کی اور دوبارہ گھر آگیا۔ میں گھر میں اکیلا ہی تھا، پھر میں نے زیتون کا تیل اور روٹی دستر خوان پر رکھ کر کھانا شُروع ہی کیا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے پوچھا: کون؟ آواز آئی: سعید۔ میں سمجھ گیا کہ ضرور یہ حضرت سیدنا سعید بن مُسَیَّب رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ ہی ہوں گے۔ اتنی دیر میں وہ اندر تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کی: آپ مجھے پیغام بھیج دیتے، میں خود ہی حاضر ہو جاتا۔ فرمانے لگے: نہیں! تم اس بات کے زیادہ حق دار ہو کہ تمہارے پاس آیا جائے۔ میں نے عرض کی: فرمایئے! میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے فرمایا: اب تم غیر شادی شدہ نہیں ہو، تمہاری شادی ہو چکی ہے، میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تم شادی ہو جانے کے بعد بھی اکیلے ہی رہو، پھر ایک طرف ہٹے تو میں نے دیکھا کہ ان کی بیٹی ان کے پیچھے کھڑی تھی۔ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کمرے میں چھوڑ آئے اور مجھے فرمایا: یہ تمہاری زوجہ ہے۔ اتنا کہنے کے بعد تشریف لے گئے۔ میں دروازے کے قریب گیا اور جب اطمینان ہو گیا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ جا چکے ہیں تو واپس کمرے میں آکر اس شرم و حیا کی پیکر کو زمین پر بیٹھے ہوئے پایا۔

میں نے جلدی سے زیتون کے تیل اور روٹیوں والا برتن اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا تا کہ وہ اسے نہ دیکھ سکے۔ پھر میں اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر اپنے

پڑوسیوں کو آواز دینے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں سب جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے: کیا پریشانی ہے؟ میں نے جب بتایا کہ حضرت سیدنا سعید بن مُسَیَّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے اپنی بیٹی سے میری شادی کرادی ہے اور وہ اپنی بیٹی کو میرے گھر چھوڑ گئے ہیں تو لوگوں نے بے یقینی سے پوچھا: کیا واقعی حضرت سیدنا سعید بن مُسَیَّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے تجھ سے اپنی بیٹی کی شادی کرائی ہے؟ میں نے کہا: اگر یقین نہیں آتا تو میرے گھر آکر دیکھ لو، ان کی بیٹی میرے گھر میں موجود ہے۔ یہ سن کر سب میرے گھر آگئے۔ جب میری والدہ کو یہ معلوم ہوا تو وہ بھی فوراً ہی آگئیں اور مجھ سے فرمانے لگیں: اگر تین دن سے پہلے تو اس کے پاس گیا تو تجھ پر میرا چہرہ دیکھنا حرام ہے۔ میں تین دن انتظار کرتا رہا، چوتھے دن جب گیا اور اسے دیکھا تو بس دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ حُسن وجَمال کا شاہکار تھی، قرآنِ پاک کی حافِظہ، حُضور صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں کو بہُت زیادہ جاننے والی اور شوہر کے حُقوق کو بہُت زیادہ پہچاننے والی تھی۔ اسی طرح ایک مہینہ گزر گیا۔ نہ تو حضرت سیدنا سعید بن مُسَیَّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ میرے پاس آئے اور نہ ہی میں حاضر ہو سکا، پھر میں ہی ان کے پاس گیا۔ وہ بہُت سارے لوگوں کے جُھرمَٹ میں جَلْوَہ فرما تھے، سلام جواب کے بعد مجلس کے ختم ہونے تک انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہ کی، جب

سب لوگ جاچکے اور میرے عَلاوہ کوئی اور نہ بچا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: اس انسان کو کیسا پایا؟ میں نے عرض کی: حُضور! (آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی بیٹی ایسی صِفات کی حامل ہے کہ) شاید کوئی دشمن ہی اسے ناپسند کرے ورنہ دوست تو ایسی چیزوں کو پسند کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر وہ تجھے تنگ کرے تو لاٹھی سے اِصلاح کرنا۔ پھر جب میں گھر کی طرف روانہ ہوا تو انہوں نے مجھے بیس ہزار درہم دیئے جنہیں لے کر میں گھر چلا آیا۔ [1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو.. اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عورت کے لئے بناؤ سِنگھار کرنا تو جائز ہے مگر اس پر لازم ہے کہ اپنے شوہر کے لیے چار دیواری کے اندر رہتے ہوئے بنے سنورے، غیر مردوں کو دکھانے کے لیے نہیں۔ لیکن افسوس! آج کل گھر میں تو سادے اور میلے کچیلے کپڑے پہنے جاتے ہیں مگر باہر جانا ہو تو اچھے سے اچھے کپڑے پہننے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لہٰذا نیت کر لیجئے کہ جیسا شریعت نے تربیت و پَروَرِش کرنے کا حکم دیا ہے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم اپنی بیٹی کی اسی طرح پرورش کرنے کی کوشش کریں گے اور اس کو ایسی باپردہ مُبلِّغہ بنائیں گے جو اسلامی بہنوں میں مَدَنی

مــــدینہ

1 عُیونُ الحکایات، الحکایۃ السابعۃ والعشرون، ۱/ ۸۰ مفھوماً

اِنقلاب برپا کرے گی۔

نصیحت بوقت رخصت

حضرت سیِّدَتُنا اسماء بنتِ خارِجہ فَزاری رَحْمَۃُ اللهِ تعالٰی علیہا نے اپنی بیٹی کو شادی کے بعد گھر سے رخصت کرتے وقت نصیحت آموز مدنی پھولوں کا جو گلدستہ عطا فرمایا اے کاش! ہر ماں یہ مدنی پھول اپنی بیٹی کو رخصتی کے وقت یاد کرادے۔ یہ مدنی پھول کچھ یوں ہیں: بیٹی تو جس گھر میں پیدا ہوئی اب یہاں سے رخصت ہو کر ایک ایسی جگہ (یعنی شوہر کے گھر) جارہی ہے جس سے تو واقف نہیں اور ایک ایسے ساتھی (یعنی شوہر) کے پاس جارہی ہے جس سے مانوس نہیں۔

❀ اس کے لئے زمین بن جانا وہ تیرے لئے آسمان ہو گا۔

❀ اس کے لئے بچھونا بن جانا وہ تیرے لئے سُتُون ہو گا۔

❀ اس کے لئے کنیز بن جانا وہ تیرا غلام ہو گا۔

❀ اس سے کمبل کی طرح چمٹ نہ جانا کہ وہ تجھے خود سے دور کر دے۔

❀ اس سے اس قدر دور بھی نہ ہونا کہ وہ تجھے بھلا ہی دے۔

❀ اگر وہ قریب ہو تو قریب ہو جانا اور اگر دور ہٹے تو دور ہو جانا۔

❀ اس کے ناک، کان اور آنکھ (یعنی ہر طرح کے راز) کی حفاظت کرنا کہ وہ تجھ

سے صرف تیری خوشبو سونگھے (یعنی راز کی حفاظت اور وفاداری پائے)۔

❀ وہ تجھ سے صرف اچھی بات ہی سنے اور صرف اچھا کام ہی دیکھے۔[1]

ان مدنی پھولوں سے وہ مائیں نصیحت حاصِل کریں جو بیٹیوں کے گھر کو جنّت بنانے کے اچھے مشورے دینے کے بجائے شوہر، نندوں اور ساس پر حکومت کرنے کے طریقے سکھاتی ہیں۔ پھر جب بیٹی ان مشوروں پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہے تو فتنہ وفساد کی ایک ایسی آگ بھڑک اٹھتی ہے کہ دونوں گھرانے اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی اَولاد کی مَدَنی تربیّت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس (تحریری) بیان کو ہمارے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

اپنی اولاد کی اسلامی اُصُولوں کے مُطابِق تربیّت کرنے کے لئے دعوتِ اسلامی کا مَدَنی ماحول کسی نعمت سے کم نہیں، لہٰذا خود بھی دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ رہئے اور اپنے اہل وعَیال کو بھی اس مہکے مہکے مَدَنی ماحول سے وابستہ رکھئے، کیونکہ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو کر بے شمار لوگوں کی زندگیاں بدل چکی ہیں، آپ بھی اپنی اور اپنے اہل و عیال کی زندگیوں میں خوشگوار مدنی تبدیلی پیدا کرنے کے لیے فیضانِ اولیا سے مالا مال دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول

مدینہ

1 احیاء علوم الدین، کتاب آداب النکاح، القسم الثانی من ھذا الباب النظر فی حقوق الزوج، ۲/ ۷۵

سے وابستہ ہو جایئے اور اپنے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں پابندی سے شرکت فرمایئے پھر دیکھئے آپ پر کیسا مَدَنی رنگ آتا ہے ! ترغیب کیلئے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع کی ایک مَدَنی بہار پیشِ خدمت ہے۔

سنّتوں بھرے اِجتماع کی مَدَنی بہار

پنجاب(پاکستان) کی ایک اسلامی بہن کے بیان کالُبِّ لُباب ہے کہ میں گانے باجے سننے کی بہت شوقین تھی ۔میرے پاس گانوں کی بہت ساری کیسٹیں اور کتابیں جمع تھیں بلکہ میں خُود بھی گانے لکھتی تھی ۔فِلموں ڈِراموں کی ایسی دیوانی تھی کہ لگتا تھا شاید انکے بغیر (مَعاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ) میں جی نہ سکوں گی۔ افسوس! نگاہوں کی حفاظت کا بالکل بھی ذہن نہیں تھا۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کرم سے بِالآخر گناہوں بھری زِنْدَگی سے کنارہ کَشی کی صُورت بن ہی گئی،ہوا یوں کہ میں نے دعوتِ اسلامی کے اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی سَعادَت حاصِل کی۔اس سنّتوں بھرے اجتماع میں ہونے والے بیان، دُعا اور اسلامی بہنوں کی اِنفرادی کوشش کے مَدَنی پھولوں نے میرے دل میں مَدَنی اِنقِلاب برپا کر دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور سنّتوں بھری زِنْدَگی

گزارنے کے لئے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو گئی۔ تادمِ تحریر حلقہ ذِمہ دار کی حیثیت سے سنّتوں کی خدمت کی سعادت حاصِل کر رہی ہوں۔

کرم جو آپ کا اے سیِّدِ اَبرار ہو جائے
تو ہر بدکار بندہ دم میں نیکوکار ہو جائے

اپنی بیٹیوں کو بالکل اس قسم کی کسی تقریب اور دعوت میں نہ لے کر جایئے جہاں خلافِ شرع کام ہوتے ہوں، جہاں اس کے اَخلاقیات برباد ہوں جہاں اس کی آخرت برباد ہو ہم سب کو کوشش کرنی ہے اس بے حَیائی کا مقابلہ کرنا ہے اور ہم نیّت کریں میرے گھر کی کوئی اسلامی بہن بیٹی اٹھے گی اور وہ اسلامی بہنوں میں مَدَنی اِنقلاب لائے گی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صحبت بد کا اثر

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: بُرے مصاحب (ساتھی، ہمنشین) سے بچ کہ تو اسی کے ساتھ پہچانا جائے گا یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست و برخاست ہوتی ہے، لوگ اسے ویسا ہی جانتے ہیں۔ (کنز العمال، کتاب الصحبة، قسم الاقوال، الباب الثالث فی الترھیب عن صحبة السوء، ۹/ ۱۹، حدیث: ۲۴۸۳۹)

مآخذ و مراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مولف / مطبوعہ
1	قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
2	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
3	تفسیراتِ احمدیہ	شیخ احمد بن ابی سعید ملّا جیون جونپوری، متوفی ۱۱۳۰ھ، پشاور
4	روح المعانی	شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
5	مسند امام احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ، دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
6	سنن الدارمی	امام حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ، دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ
7	صحیح بخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

8	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ دار ابن حزم، بیروت ۱۴۱۹ھ
9	سنن ابن ماجه	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجه، متوفی ۲۷۳ھ، دار المعرفه، بیروت ۱۴۲۰ھ
10	سنن ترمذی	امام ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ، دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
11	سنن ابی داود	امام ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ
12	موسوعة ابن ابی الدنیا	حافظ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد قُرشی، متوفی ۲۸۱ھ، مکتبة العصریه، بیروت ۱۴۲۶ھ
13	مسند ابی یعلی	احمد بن علی بن مثنی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ، دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۴۱۸ھ
14	المعجم الصغیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ، دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۴۰۳ھ
15	المعجم الکبیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ

16	مستدرک	امام محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ، دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
17	حلیۃ الاولیاء	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۹ھ
18	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت
19	شرح السنۃ	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۲۴ھ
20	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیتمی، متوفی ۸۰۷ھ، دار الفکر، بیروت
21	الجامع الصغیر	حافظ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت
22	شرح صحیح مسلم	امام محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۰۱ھ
23	عمدۃ القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ، دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ

24	اشعۃ اللمعات	شیخ محقق عبد الحق محدث دھلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ، کوئٹہ ۱۳۳۲ھ
25	نزھۃ القاری	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، متوفی ۱۴۲۰ھ، فرید بک سٹال مرکز الاولیاء لاھور ۱۴۲۱ھ
26	فتاوی رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ، رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاھور
27	ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
28	بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
29	الشفا بتعریف حقوق المصطفی	قاضی ابو الفضل عیاض مالکی، متوفی ۵۴۴ھ، مرکز اھلسنت برکات رضا ھند ۱۴۲۳ھ
30	تنبیہ الغافلین	فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی، متوفی ۳۷۳ھ، دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
31	قوت القلوب	شیخ ابو طالب محمد بن علی مکی، متوفی ۳۸۶ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۲۶ھ

32	احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ، دار صادر، بیروت
33	عیون الحکایات	امام عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۲۴ھ
34	بھجۃ الاسرار	ابو الحسن نور الدین علی بن یوسف شطنوفی، متوفی ۷۱۳ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۲۳ھ
35	روض الریاحین	امام عبد اللہ بن اسعد یافعی، متوفی ۷۶۸ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۲۱ھ
36	غیبت کی تباہ کاریاں	حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ، باب المدینہ کراچی
37	پردے کے بارے میں سوال جواب	حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ، باب المدینہ کراچی

نیک صحبت کا اثر

فرمانِ صوفیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام: نیک صحبت ساری عبادات سے افضل ہے، دیکھو صحابۂ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان سارے جہاں کے اولیا سے افضل ہیں کیوں؟ اس لئے کہ وہ صحبت یافتہ جناب مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں۔ (مرأۃ المناجیح، ۳/ ۳۱۲)

فہرست

کوئی دیکھ تو نہیں رہا!

حضرتِ سیِّدُنا فرقد سبخی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: مُنافِق جب دیکھتا ہے کہ کوئی (اُسے دیکھنے والا) نہیں ہے تو وہ برائی کی جگہوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ اس بات کا تو خیال رکھتا ہے کہ لوگ اُسے نہ دیکھیں مگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے اس بات کا لحاظ نہیں کرتا۔

(احیاء العلوم، کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، المرابطۃ الثانیۃ المراقبۃ، ۵/۱۳۰، ملخصاً)

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نگران
حضرت مولانا محمد عمران عطاری سلمہ الباری کے تحریری بیانات

طبع شدہ و زیرِ طبع بیانات

زیرِ ترتیب تحریری بیانات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قراٰن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں بہ نیتِ ثواب سنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
فون: 021-34921389-93 Ext: 2634
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net